مجلس 41

محبت دنیا کا وبال

شیخ لاہوری مسجد جھنگ

محبت دنیا کا وبال:

ارشاد فرمایا، جس طرح کوئی شخص پل پر اپنا گھر نہیں بناتا اسی طرح مومن دنیا سے دل نہیں لگاتا کیونکہ دنیا بھی ایک پل کی مانند ہے۔ دنیا دھوکے کا گھر ہے اس کی ہر چیز انسان کو دھوکہ دیتی ہے۔ دنیا بیوہ عورت کی مانند ہے جس نے کئی خاوند کئے ہوئے ہیں۔ آخر کار یہ سب زمین میں گاڑ دیتی ہے۔ دنیا کی محبت اور اللہ کی محبت دونوں اکٹھے ایک دل میں نہیں رہ سکتیں جس طرح دو سگی بہنیں ایک نکاح میں نہیں جمع ہوسکتیں۔ جو انسان دنیا سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن دنیا سے جدا کر دیا جائے گا اور جو انسان اللہ سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔

دنیا ہاتھ میں رکھنا جائز ہے، جیب میں رکھنا جائز ہے مگر دل میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ دنیا اور انسان کی مثال ایسے ہے جیسے کشتی اور پانی ہوتا ہے۔ اگر پانی کشتی کے نیچے نیچے رہے تو اس کے لئے چلانے میں مدد دیتا ہے اور اگر وہی

پانی کشتی کے اندر آ جائے تو اسے ڈبو کے رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح اگر مال کسی کے دل کی کشتی سے نیچے رہے تو اس کا بہترین خادم ہے اگر دل کے اندر داخل ہو جائے تو اس کا بدترین آقا ہے۔

یہ کیسے معلوم ہو کہ دل میں دنیا کی محبت ہے کہ نہیں ہے؟ اس کا پیمانہ یہی ہے کہ اس کو نہ تو ناجائز طریقے سے کمائے اور نہ ہی ناجائز کاموں میں لگائے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس دل میں دنیا کی محبت ہو تو تمام دنیا کے اولیاء اللہ بھی مل کر اس کے دل میں اللہ کی محبت نہیں ڈال سکتے۔

مال پر فخر:

ارشاد فرمایا، انسان کا پیٹ دنیا کی چیزوں سے نہیں بھرتا بلکہ قبر کی مٹی سے بھرتا ہے۔ بعض اوقات امراء اپنے مال و دولت پر فخر کرتے ہیں حالانکہ یہ کوئی فخر والی چیز نہیں ہے۔ کسی عارف نے مثال دی ہے کہ وہ امراء جو مال پر فخر کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے دو چوڑھے گندگی کے ٹوکروں پر فخر کریں کہ میرے ٹوکرے میں گندگی زیادہ ہے دوسرا کہے کہ نہیں میرے ٹوکرے میں گندگی زیادہ ہے۔ زہد فی الدنیا بہت بڑی نعمت ہے۔ دنیا اللہ والوں کی غلام ہوتی ہے انہیں زہد فی الدنیا حاصل ہوتا ہے۔

؎ دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

دنیا کی محبت نکالنے کا طریقہ:

ارشاد فرمایا، اللہ والوں کی نظر میں سونے اور چاندی کی قیمت میں کوئی فرق

نہیں ہوتا۔ یہ دونوں چیزیں ان کے لئے مٹی کی طرح ہوتی ہیں۔ اللہ والے دل سے دنیا کی محبت نکال کر یہ احساس بیدار کر دیتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنا ہے۔ دل سے دنیا کی محبت نکالنے کے لئے اللہ والے فکر آخرت انسان کے دل میں پیدا کرتے ہیں۔ جب فکر آخرت غالب کرتی ہے تو محبت دنیا بہت کم ہو جاتی ہے اور آخر کار نکل جاتی ہے۔ یہ سچے پیر کی نشانی ہے کہ وہ دنیا کی محبت انسان کے دل سے نکال دیتے ہیں۔

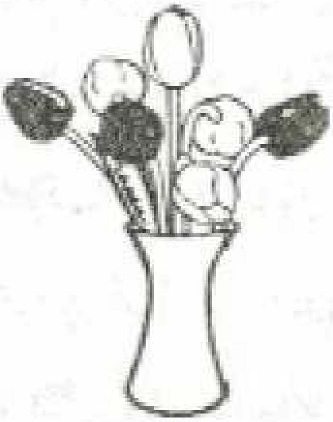

مجلس 42

حالات سنوارنے کا طریقہ

بچوں کے لئے انداز تربیت

ارشاد فرمایا، اگر بچوں کو ڈانٹنے اور مارنے کی عادت پڑ جائے تو پھر انسان ڈانٹتا اور مارتا ہی رہتا ہے۔ مردوں کے لئے بھی ضروری ہے اور عورتوں کے لئے تو بہت ہی ضروری ہے کہ بچوں کو ہر وقت ڈانٹتی نہ رہیں۔ وہ بچے ہیں اس لئے ان کی بعض لغزشوں سے صرف نظر کریں۔ ہاں جو فاش غلطی کریں اس پر ذرا خوب تنبیہ کر دیں اور تلقین کر دیں کہ آئندہ ایسی خطرناک شرارت نہیں کریں گے۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ بچے بالکل شرارت نہ کریں یا شرارت چھوڑ دیں تو یہ ناممکن ہے۔ ہمارے حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ''ب'' سے بکری کا بچہ ''ب'' سے بندر کا بچہ ''ب'' سے بندے کا بچہ بنتا ہے۔ اگر یہ تینوں آرام سے بیٹھے ہوں تو ظاہر ہے کہ یہ بیمار ہوں گے اس لئے خاموشی سے بیٹھے ہیں ورنہ کوئی نہ کوئی حرکت ضرور کرتے رہیں گے۔

مریدوں کے لئے انداز تربیت:

ارشاد فرمایا، کہ بعض مشائخ اپنے مریدین کو ڈانٹتے ہیں تو اس کا مقصود کسی بات کی اہمیت واضح کرنا ہوتا ہے۔ یہ ڈانٹ اس لئے بھی کارگر ہوتی ہے کہ انسان کے اندر سے ''میں'' نکلتی ہے۔اس کی ''انا'' ٹوٹتی ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے کسی کو خط میں بھی لکھا ہے'' کسی کو سخت انداز میں بات کہنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ دل میں میل آ گئی ہے بلکہ بات کی اہمیت کو واضح کرنا مقصود ہوتا ہے''۔

حالات سنوارنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا، یہ بات لوہے پر لکیر کی مانند ہے کہ اعمال سے حالات بدلتے ہیں، سنورتے ہیں۔ اگر اعمال چھوڑ بیٹھیں گے تو جتنی مرضی تدبیریں کر لی جائیں حالات مزید بگڑ جاتے ہیں۔

ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب میری امت کے لوگ زکوۃ کو تاوان سمجھنے لگیں گے تو قحط وغیرہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر شریعت کے قوانین کو ہلکا سمجھنے لگیں گے تو مسلمانوں کا خون ارزاں ہو جائے گا۔

جن کے حالات تو اچھے ہوں مگر اعمال اچھے نہ ہوں تو ان کی مثال مردہ لاش کی مانند ہے کہ جتنی پھولے گی اتنی ہی بدبو زیادہ ہو گی۔

جس کے پاس مال و دولت ہو اور اس سے وہ دوسروں کی خدمت نہ کرے نہ ہی دین پر خرچ کرے تو اس کے اخلاق سے مردہ لاش کی طرح بو آئے گی۔ لوگ اس سے نفرت کریں گے اور وہ خود ہمیشہ بے سکون رہے گا۔

بے سکونی کی وجہ:

ارشاد فرمایا، دنیا دار آدمی سے پوچھ کر دیکھ لو وہ بہت دکھی ہوگا اس کا سکون غارت ہو چکا ہوگا اس کو ہر وقت کوئی نہ کوئی دنیا کی فکر کھا رہی ہوگی۔

ہمارے شہر کے ایک پٹواری قسم کھا کر کہتے تھے کہ اس نے اتنی جائیداد بنائی ہے کہ اس کی سات پشتوں تک کے لئے کافی ہے۔ یہ جائیداد اس کے ایک نالائق بیٹے نے ہی طوائفوں کے چکر میں بیچ کر کھالی۔ حتیٰ کہ یہ حالت ہوگئی کہ آخری عمر میں کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا تو وہ بھیک مانگ کر گزارہ کرتا تھا۔

یاد رکھیں! اجتماعی اعمال سنوریں گے تو اجتماعی حالات سنوریں گے اور اگر انفرادی اعمال سنوریں گے تو انفرادی حالات بھی سنور جائیں گے۔

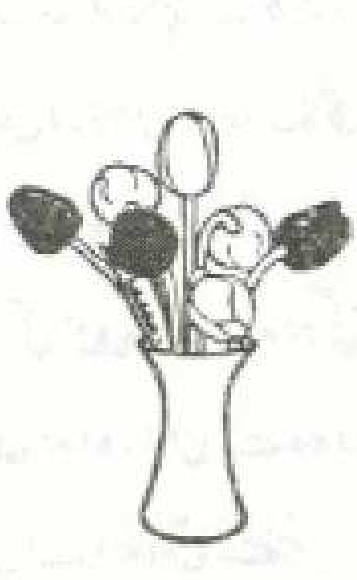

مجلس 43

رزق کی برکت

جھنگ

تواضع کی حقیقت:

ارشاد فرمایا، انسان مجلس میں کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے نمایاں ہو۔ ایک مرتبہ ایک سالک دروازے میں آ کر بیٹھ گئے حالانکہ دوسرے لوگ حضرت جی کے پاس چادروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا، یہ تواضع نہیں ہے کہ آپ اکیلے ہی دروازے میں بیٹھے ہیں بلکہ دوسروں کے ساتھ آ کر بیٹھ جائیے۔ دوسروں سے نمایاں ہو کر کسی طرح بھی نہ بیٹھنا چاہیے خواہ دروازے میں ہی بیٹھ کر نمایاں ہوں۔ یہ ظاہر میں تو عاجزی ہے مگر حقیقت میں اس سے آدمی دوسروں سے نمایاں محسوس ہوتا ہے اور نفس خوش ہوتا ہے۔

خیالات کا علاج:

کسی نے مراقبہ میں گندے گندے خیالات آنے کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کیا علاج ہے؟ فرمایا، مراقبہ میں تو ہمارے حضرات دو دو گھنٹے، تین تین

گھنٹے بیٹھتے تھے لیکن تھکتے نہیں تھے اور نہ ہی خیالات انہیں تنگ کرتے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے خوب محنت اور مجاہدہ کیا تھا، دل سے دنیا کو نکال دیا تھا۔ فرمایا، خیالات کا لانا برا ہے آنا برا نہیں ہے۔ جو شخص خیالات آنے کے باوجود مراقبہ کرے اسے دوگنا ثواب ملے گا۔ سالک کی ذمہ داری بیٹھنا ہے مزہ آئے یا نہ آئے۔ آپ نے عبد اللطف نہیں بننا بلکہ عبد اللطیف بننا ہے۔

اگر مزوں کے پیچھے پڑیں گے تو پھر کون کون سے مزے پورے کریں گے۔ اگر خیالات زیادہ آئیں تو اور زیادہ فکر ہونی چاہئے۔ زیادہ سے زیادہ مراقبہ کرنا چاہئے۔ یاد رکھیں! شروع میں سب سالکین کو خیالات آتے ہیں، بہت ہی کم کوئی ایسا ہوگا جس کو خیالات نہ آئیں۔ ان خیالات کے آنے سے نہیں گھبرانا چاہئے۔ خیالات کو آنے دیں اور جانے دیں ان میں الجھنا نہیں چاہئے تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔ بس پولیس کے سپاہی کی طرح جو کہ چوک پہ کھڑا ٹریفک پاس کر رہا ہوتا ہے ہمیں بھی خیالات کی ٹریفک کو چلتے رہنے دینا چاہئے۔ مراقبہ میں جتنا زیادہ بیٹھیں گے اتنی زیادہ پرواز نصیب ہوگی۔ مثل مشہور ہے کہ جتنا زیادہ گڑ ڈالیں گے اتنا زیادہ میٹھا ہوگا۔

رزق کی برکت مانگیئے:

کسی نے عرض کیا کہ رزق زیادہ ہو جائے اس کے لئے کچھ بتا دیجئے۔ ارشاد فرمایا، رزق کی زیادتی نہیں مانگنی چاہئے بلکہ رزق کی برکت مانگنی چاہئے۔ رزق کی برکت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات ضروریات بالکل تھوڑی کر دیا کرتے ہیں، بیماریاں وغیرہ کم ہو جاتی ہیں۔ کسی جگہ اگر آمدنی کم ہو جاتی ہے تو پھر ضروریات بھی مناسب ہوتی ہیں جس سے گزارا ہو جاتا ہے۔

عورتیں مردوں کو رزق کے بارے میں زیادہ ڈراتی ہیں کہ کہاں سے کھائیں گے۔ عورتوں کو ڈر ہوتا ہے کہ کہاں سے کھائیں گے؟ دوسرا ڈر یہ ہوتا ہے کہ اولاد کا کیا بنے گا؟ رزق تو اللہ تعالیٰ نے دینا ہی دینا ہے۔ ایک آدمی نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے رزق کی کمی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا، کہ گھر جاؤ اور جس آدمی کا رزق تمہارے ذمے ہے اُسے گھر سے نکال دو اور جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اسے گھر میں ہی رہنے دو۔ لوگ اللہ تعالیٰ کو غفور و رحیم مان کر دن رات بے عملی اور گناہ کیے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ معاف کر دے گا۔ دوسری طرف وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ سمجھ کر رزق کمانے سے باز نہیں آتے۔ ایک صفت کو اتنا مانتے ہیں اور دوسری صفت کو بالکل نظر انداز کر جاتے ہیں۔ اسباب اختیار کرنا ضروری ہیں۔ کم از کم جتنی رزق کے لئے تگ و دو کریں اس کے برابر بخشش کے لئے بھی تگ و دو کریں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

محبوب سے ملاقات:

ارشاد فرمایا، کہ اگر اللہ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو موت کا ڈر بھی نکل جاتا ہے بلکہ انسان اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لئے تڑپتا رہتا ہے۔ کسی کے شعر کا ترجمہ ہے۔

''اس دن سے میرے دل سے موت کا ڈر نکل گیا ہے جس دن سے یہ پتہ چلا ہے کہ یہ بھی میرے محبوب کی سنت ہے''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، کہ جا کر پوچھئے کہ کیا کبھی خلیل بھی خلیل کی روح قبض کرواتا ہے؟ فرشتے نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ میرے ابراہیم سے کہہ دو کہ کیا کبھی دوست بھی دوست سے ملاقات کرنے سے انکار کرتا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے اور فرمایا عجل عجل۔ تب تو جلدی کرو جلدی کرو میری روح کو قبض کرو۔ دوست کو دوست سے ملاؤ۔ اس مجلس کے آخر پر آپ کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اسے مرشد عالم پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی طرف توجہ کرنے اور وقوف قلبی رکھنے کی تلقین کی تاکہ ہر وقت دل میں اللہ اللہ ہونے لگے۔ آخری وقت اگر یہ رحمت کسی کو نصیب ہو جائے تو بڑی غنیمت ہے۔

~ سرراہ بر واپسیں دم ہے
عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے

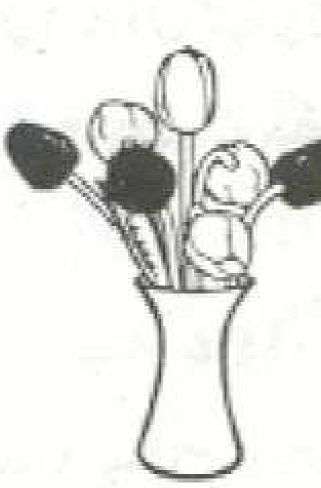

مجلس 44

سلسلہ نقشبندیہ کا حضور

جھنگ

پڑھائی کے دوران ذکر:

ارشاد فرمایا کہ 1947ء کے ہنگاموں میں جب ہندوؤں کے حملے کا ڈر ہوتا تو حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ اذان دینا شروع کردو۔ فوراً اذان دینا شروع کر دیتے تو ہندو الٹے قدموں پر واپس لوٹ جاتے۔

کسی بچے کو پڑھائی کے دوران ذکر کا انداز بتاتے ہوئے فرمایا، تعلیم کے دوران طالبعلم کے لئے فرض واجب اور سنت پر عمل کافی ہے۔ باقی وقت پڑھائی پر لگانا چاہیے۔ پڑھائی سے فارغ وقت میں ذکر پابندی سے کرتے رہنا چاہیے۔ ذکر کرنے سے برکت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

ذکر کے طریقے:

ارشاد فرمایا، ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں صفاتی ناموں کا ذکر نہیں کرواتے بلکہ اسم ذات (اللہ) کا ذکر کرواتے ہیں۔ چاروں سلاسل حق ہیں مگر

ہمارے سلسلہ عالیہ میں اثبات پہلے اور نفی بعد میں ہے۔ جب کہ دیگر سلاسل میں نفی پہلے ہوتا ہے اور اثبات بعد میں ہے۔ اثبات والے جب چیزوں کو دیکھتے ہیں مثلاً پھولوں، پھلوں، پہاڑوں، درختوں، وغیرہ کو تو انہیں اللہ یاد آتا ہے۔ نفی والے جب چیزوں کو دیکھتے ہیں تو ہر چیز کی نفی کرتے ہیں۔ توحید وجودی والے کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہمہ اوست ہے۔ یعنی سب کچھ وہی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم ''ہمہ از اوست'' کے قائل ہیں۔ مطلب یہ کہ سبھی کچھ اسی کے حکم سے ہو رہا ہے۔ جب کہ وہ ہماری سوچوں اور فکروں سے بھی ماوراء ہے۔

اللہ کی پہچان:

ارشاد فرمایا، جب انسان یہ سوچتا ہے کہ میں اللہ کو نہیں پا سکتا وہ بہت بلند و بالا ہے بس یہی اس کی پہچان ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پہچان سے عاجز سمجھنا ہی اس کی پہچان ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تیری پہچان یہی ہے

دائمی حضور:

ارشاد فرمایا، نفی اثبات جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اللہ کا اثبات تھا چیزوں کی نفی تھی۔ پھر اس کے ذریعے جو کچھ روحانیت حاصل ہوئی اس کی بھی نفی کر دی جائے گویا ''لا'' کا جھاڑو اندر باہر پھیر دیا جائے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ... میں تجلی ذاتی ہوتی

حاصل ہوتی ہے۔ جب کہ ہمارے سلسلہ عالیہ میں تجلی ذاتی دائمی نصیب ہوتی ہے۔ دوسرے سلاسل میں اسماء وصفات کے پردے حائل ہوتے ہیں جب کہ ہمارے سلسلہ عالیہ میں یہ پردے ذاتی تجلی کی وجہ سے حائل نہیں ہوتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس کو نماز وساوس کے بغیر نصیب ہو تو اسے جنت میں تجلی ذاتی دائمی گویا پردوں کے بغیر نصیب ہوگی اور جس کو وساوس کے ساتھ نماز نصیب ہوئی تو جنت میں بھی دیدار پردوں کے ساتھ نصیب ہوگا''۔

ہر چیز تسبیح کرتی ہے:

ارشاد فرمایا، کائنات کی ہر چیز تسبیح کرتی ہے اور نماز بھی پڑھتی ہے مگر ان کی حالت مختلف ہے۔

وَ اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ

(کائنات کی ہر چیز تسبیح کرتی ہے اس کی حمد کے ساتھ لیکن تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے)

کائنات کی مختلف اشیاء کی عبادت کرنے کی کیفیت مختلف ہے۔ مثلاً درخت قیام کی حالت میں ہیں، چوپائے رکوع کی حالت میں ہیں، کیڑے مکوڑے سجدے کی حالت میں ہیں جب کہ پہاڑ التحیات کی حالت میں ہیں۔ ہمیں بھی ان مخلوقات کی عبادات سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ درخت، پتھر، لکڑی، تو اللہ کی تسبیح اور بندگی بیان کریں اور اشرف المخلوقات سویا رہ جائے۔ کتنے شرم کی بات ہے۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتوں سے انسان کا تقابل کیا کہ وہ تو رات بھر جاگتے رہتے ہیں اور انسان اشرف المخلوقات ہو کر رات بھر سوتا رہے تو کتنی بے حیائی کی بات ہے۔

مجلس 45

صحابہ رضی اللہ عنہم کی قربانیاں

جھنگ

موت کا یقین:

ارشاد فرمایا، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک آدمی سے کہا گیا کہ نماز پڑھائیں۔ اس نے کہا، مجھے اپنی موت کا یقین نہیں ہے اس لئے پتہ نہیں کہ نماز مکمل بھی کرواسکوں گا کہ نہیں۔ جب نماز پڑھانے لگا تو کہنے لگا کہ میں آئندہ کبھی بھی نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، پیچھے ہٹ تو جھوٹا ہے۔ اس لئے کہ ابھی کہہ رہا تھا کہ مجھے نماز مکمل کروانے کا یقین نہیں ہے اور ابھی یہ کہہ رہا ہے کہ آئندہ کبھی نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ اگر نماز مکمل کروانے کا یقین نہیں ہے تو پھر آئندہ نماز نہ پڑھانے کا کیوں کہہ رہے ہو؟ اسی لئے ناں کہ آئندہ تمہیں زندگی کا یقین ہے۔ تیری وہ حالت نہیں جو تو کہتا ہے۔

ارشاد فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ تو بن کہے بھی دینے والی ہستی ہے تو پھر وہ محنت کرنے والوں کو کیوں نہیں دے گا۔ اس لئے دین کے کاموں میں لگے رہنا چاہئے۔ ہمیں تو روزینہ ہی دین کی خدمت کے صدقے ملتا ہے۔ دین کی خدمت لے لینا

یہ اس کا احسان عظیم ہے۔ اس دین کی خدمت کا اگر ہم شکریہ ادا کرنے لگیں تو قیامت تک نہیں کر سکتے۔ دین کی محنت کی توفیق مل جانا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کلمہ پڑھنے کی توفیق صرف اور صرف اس کا احسان ہے بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰاكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (بلکہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے ایمان کی طرف تمہاری رہنمائی کی اگر تم سچے ہو)

دنیا کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، میری رائے میں روحانی راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ دنیا کی محبت ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر مراقبہ وغیرہ کی مثال سالن میں نمک مرچ جیسی ہے اور دنیا کی محبت کی مثال ایسے ہے جیسے اس میں زہر کا قطرہ ڈال دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے غفلت دنیا کی محبت کی نشانی ہے۔ ہر وہ چیز جو تجھے اللہ سے غافل کر دے وہی تیرا صنم ہے، وہی تیرا بت ہے۔ بت پرست نہ بنو بلکہ بت شکن بنو۔ ہر وہ چیز دنیا ہے جو تجھے اللہ سے غافل کر دے۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(دنیا محنت مزدوری، مال و دولت اور بیوی بچوں کا نام نہیں بلکہ دنیا تو اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جانے کا نام ہے)

دل اور خیالات:

ارشاد فرمایا، جو آدمی دکان پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے وہ اللہ والا ہے

اور جو نماز میں دنیا کے ادھر ادھر کے خیالات سوچتا رہتا ہے عین عبادت میں بھی دنیا کو ہی سوچتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر بھی دنیا کے خیالات میں ڈوبا ہوا ہے وہ دنیا دار ہے۔ بلکہ فنا فی الدنیا ہے۔ سوچیں کسی جج کے سامنے جاتا ہو یا کسی تھانیدار کے سامنے جانا ہو تو کتنا ہوشیار ہو کر اور پوری توجہ سے جاتے ہیں اور توجہ سے اس کے پاس کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر ہم نے اللہ تعالیٰ کے دربار کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ چونکہ دل کے اندر دنیا بسی ہوئی ہے اس لئے دماغ میں بھی دنیا ہی کے خیالات آ رہے ہوتے ہیں۔ برتن میں جو کچھ ہوگا وہی باہر نکلے گا۔ اگر دیگچی میں دال پکائی ہو تو اس میں سے قورمہ نہیں نکل سکتا۔ اسی طرح دل کی دیگچی میں دنیا بھری ہے تو وہاں سے اللہ اللہ کیسے نکلے گا؟ جو اندر ہے وہی باہر نکلے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہر وقت دل میں اللہ کی یاد کو بسایا جائے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی قربانیاں:

ارشاد فرمایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اگر کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو خویش قبیلہ گھر بار حتیٰ کہ سب کچھ چھوڑنا پڑتا تو وہ چھوڑ دیتا تھا۔ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کو ننگا کر کے گھر سے نکال دیا گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوپر رزق کی تنگی کے مجاہدات آتے تھے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو حال سنایا کہ ایک سفر جہاد میں ہر مجاہد کو 24 گھنٹے میں ایک کھجور کھانے کو ملتی تھی اس کی اہمیت کا تب پتہ چلا جب وہ بھی ملنی بند ہو گئی۔ صرف گٹھلی چوس کر ہی گزارہ کرنا پڑتا تھا۔ سوچیں اگر ہمارے اوپر ایسے مجاہدات آ جائیں تو کیا ہم برداشت کر لیں گے۔ اس لئے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ ایسا بھی نہیں کہنا چاہئے کہ اگر ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں

ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ فرمایا، وہ باہمت لوگ تھے اور ہم کم ہمت لوگ ہیں۔ اگر ہم اس زمانے میں ہوتے تو پتہ نہیں کس گروہ میں شمار ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اس دور میں ہمارے ساتھ رحمت اور نرمی والا معاملہ فرمایا ہے۔

صحبت کے انوار و برکات:

ارشاد فرمایا، کہ صحابہ کرام ؓ کی طلب اتنی سچی ہوتی تھی کہ نبی ﷺ کی ایک نظر ہی انہیں دھو کر رکھ دیتی تھی۔ نبی ﷺ کی صحبت ایسی اکسیر چیز تھی کہ اس صحبت نے پتھروں کو بھی کندن بنا دیا تھا۔ جنہوں نے قسمیں کھائی ہوئی تھیں کہ اسلام قبول نہیں کریں گے وہ بھی آخر کار ایمان لے آئے۔ حضور ﷺ کی صحبت کے انوار و برکات صحابہ ؓ نے حاصل کیے۔ صحابہ ؓ کی صحبت کے انوار و برکات تابعین نے حاصل کیے اور ان سے تبع تابعین نے حاصل کیے اور ان سے اس وقت کے باعمل علماء اور اولیاء نے وہ انوار و برکات حاصل کیے جو سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچے۔ اس لئے خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ صحبت کی قضا نہیں ہے۔ اگر صحبت سے کوئی محروم رہ جائے تو یہ کمی عمر بھر پوری نہیں ہو سکتی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوتا کہ صحبت کی کیا اہمیت ہے تو انہیں صحبت نبوی ﷺ میں جانے سے کوئی چیز بھی نہیں روک سکتی تھی۔ وہ خیر التابعین تو کہلائے مگر ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی ؓ کے برابر نہیں کہلا سکتے۔

عملی نفاذ دین:

ارشاد فرمایا، صحابہ کرام ؓ کی بڑی بلند شان ہے۔ صحابہ کرام ؓ نے عملی

طور پر دین کی تکمیل کر کے دکھا دی۔ حضور ﷺ کے زمانے میں دین کی تکمیل تو ہو گئی تھی مگر صحابہ کرام ﷺ نے 44 لاکھ مربع میل پر اسلام کی تعلیمات کو عملاً نافذ کر کے دین اسلام کی تکمیل کر دی۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بڑوں کے کام بھی بڑے ہی ہوتے ہیں۔

اللہ کی محبت کا غم:

ارشاد فرمایا، مشائخ کرام کے لئے غم اور خوشی برابر ہوتے ہیں بلکہ غم زیادہ اچھا لگتا ہے کیونکہ وہ محبوب کی دی ہوئی چیز ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جب گوالیار کے قلعے میں بند تھے تو اس وقت آپ نے مکتوب لکھا کہ لوگوں کے طعنے اور ملامتیں گویا بادل بن بن کر برس رہی ہیں۔

؎ تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

فاقوں کی قدر و قیمت:

ارشاد فرمایا، کہ کسی آدمی نے حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے فاقوں کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا، تجھے فاقوں کی قدر و قیمت کا کیا پتہ، ہم سے فاقوں کی قدر پوچھ کر دیکھ کہ ہم نے یہ فاقے بلخ کی بادشاہی دے کر خریدے ہیں۔ قیامت والے دن جب ان فاقوں اور مصیبتوں پر اجر ملنے لگے گا تو امراء بھی تمنا کریں گے کہ کاش ہمیں بھی دین کی خاطر دنیا میں تکالیف آتیں اور ہمیں بھی آج اجر و ثواب ملتا۔ مصائب و تکالیف کو مانگنا نہیں چاہئے اگر آ جائیں تو پھر خوش دلی سے برداشت کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جو صبر اور تسلیم و رضا سے یہ

تکالیف برداشت کر لیتے ہیں انہیں نئی نئی زندگیاں نصیب ہوتی ہیں۔

؎ کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است

(جو لوگ تسلیم کے خنجر سے قتل ہو جاتے ہیں انہیں غیب سے ہر لمحے نئی زندگی نصیب ہوتی ہے)

کلمہ کی برکات:

ارشاد فرمایا، اللہ کرے کہ ہمیں بھی یاد الٰہی کا غم نصیب ہو جائے۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ فقیر نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جیسے ایک دوست دوسرے دوست سے معذرت کرتا ہے اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اللہ سے معذرت کریں گے کہ میں نے دنیا میں تمہیں تکلیف دے دی تھی۔ بعض اوقات دوست دوست کو آزماتا ہے کہ مصیبت و تکلیف میں کون ثابت قدم رہتا ہے۔

ہم لوگ چونکہ کمزور ہیں اور یہ فتنوں کا دور ہے اس لئے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔ بندے کا اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر لینا اتنا بڑا کام ہے اگر اسی پر محنت کر لیں تو بخشش کے سامان ہو جائیں۔ کلمہ شہادت بہت بڑی نعمت ہے اس نعمت کا اگر ساری عمر سجدے میں سر رکھ کر بھی شکر ادا کیا جائے تو بھی کم ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ

(سب تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے ہمیں اس (کلمہ) کی ہدایت نصیب فرمائی اور ہم ہدایت یافتہ (کبھی بھی) نہیں ہو سکتے تھے اگر وہ ہدایت نہ دیتا)

مجلس 46

معمولات کی تاکید

جھنگ

شیطان کا فکر:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات شیطان طالبعلم کو عجیب طریقے سے گمراہ کرتا ہے کہ ابھی صرف علم حاصل کیے جاؤ عمل پھر بعد میں اکٹھے کرنا۔ جس طرح آٹھ سال کی روٹیاں ایک ہی دفعہ کھانی مشکل اور ناممکن ہیں اسی طرح اکٹھے عمل کرنا بھی ناممکن ہی ہے۔

مراقبہ پر استقامت کیجئے:

ارشاد فرمایا، مراقبہ میں کمی درحقیقت رابطہ میں کمی کی علامت ہے۔ اس لئے رابطہ کو شیخ کے ساتھ مضبوط کریں۔ مراقبہ کی پابندی کریں اور استقامت کے لئے اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا کریں۔

یاد رکھیں! سالک جو صفات اپنے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے اس کی بار بار دعا مانگا کرے تو اس کی توفیق ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ہر وقت توجہ الی اللہ رکھنے کی فکر کریں گے تو آخرکار یہ چیز نصیب ہو جائے گی۔

دوا اور غذا:

ارشاد فرمایا، جس وقت طبیعت مجتمع ہو تو معمولات توجہ سے کر لینے چاہئیں۔ اکثر بزرگانِ دین صبح کے وقت اپنے معمولات کرتے تھے جس کی وجہ سے صبح کا وقت نور پیر کا ویلا مشہور ہو گیا۔ اس لئے ہمیں بھی اس وقت کی برکت سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور باقاعدگی سے معمولات کو کرتے رہنا چاہئے۔

مریض کو آرام اتنا ہی آئے گا جتنی کہ دوائی کھائی جائے گی۔ تھوڑی دوائی کھائیں گے تو تھوڑا آرام اور پوری دوائی کھائی تو پورا پورا آرام آئے گا۔

یہ اختیار تو اب سالکین کے ہاتھوں میں ہے کہ یہ معمولات والی دوائی وہ کتنی استعمال کرتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مبتدی کے لئے یہ معمولات دوا کی طرح ہوتے ہیں اور منتہی کے لئے غذا کی طرح ہوتے ہیں۔

اللہ کے نام کا مزہ:

ارشاد فرمایا، کہ جو عبادت دنیا میں مزہ نہ دے گی تو پھر آخرت میں وہ کیا اجر دلائے گی۔ ہر چیز میں مزہ ہے پھر اگر اللہ کے نام میں مزہ نہ ہو تو یہ کتنی انہونی بات ہے۔ تمام مزوں کے پیدا کرنے والے کے نام میں سب سے زیادہ مزہ ہے لیکن گناہوں کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتا۔ جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے اسی طرح گناہ اللہ تعالیٰ کے نام کے مزے کو خراب کر دیتے ہیں۔ جنہیں اللہ کے نام میں مزہ آتا ہے ان کی تو پھر یہ حالت ہوتی ہے

کتنی تسکین ہے وابستہ تیرے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ

مجلس 47

منکرین حدیث

علم کا تکبر:

ارشاد فرمایا، جو صرف عربی سیکھ کر قرآن اور حدیث پر عبور حاصل کرنے کا دعوٰی کرے وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ کوئی انگریزی زبان پڑھ کر یہ سمجھے کہ اب وہ میڈیکل اور انجنیئرنگ کا ماہر بن گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قرآن و حدیث کو کسی باعمل استاد سے حاصل کرے تاکہ علم کا غرور دل میں پیدا نہ ہو۔ علم کا تکبر بھی بڑا تباہ کن ہوتا ہے۔ علم پڑھ کر بھی بندہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمِهٖ

(کیا آپ نے اس کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کر دیا ہے)

منکرین حدیث:

ارشاد فرمایا، قرآن کریم میں ہر بات کا جواب نہیں لکھا گیا اسی لئے تو رسول

اکرم ﷺ کو قرآن پر عمل سکھانے کے لئے مبعوث کیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین سیکھنے کے لئے نبی علیہ السلام کی ضرورت تھی تو کیا ہمیں پندرھویں صدی میں نبی ﷺ کے اعمال اور سنتوں کو سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ عجیب تماشا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے قرآن ہی کافی ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہمارے لئے اسوۂ رسول ﷺ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سوچیں جب اللہ تعالیٰ نے اسی قرآن میں یہ کہہ دیا

مَا آتاکم الرسول فخذوہ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

(جو رسول تمہیں دیں وہ پکڑلو اور جس سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ)

جب ہم قرآن کریم کی ان واضح آیات کے باوجود نبی ﷺ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو پھر سوچیں کہ کس کی بات مانیں گے؟ نئی نئی حجتیں نکالنا نفس پرستی ہے اور نہ ماننے کے بہانے ہیں ورنہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ جو لوگ خواہ مخواہ احادیث میں شبہے نکالتے ہیں اور صحیح احادیث کو بھی ناقابل اعتبار ٹھہراتے ہیں وہ کبھی اپنی باتوں کے معیار کا بھی جائزہ لیں۔ اگر ان کی باتیں راویوں کی کڑی شرائط پر پرکھی جائیں تو یہ سب باتیں بنانے والے ناقابل اعتبار ٹھہریں گے۔ اب سوچیں کہ جب ان کا اپنا ہی کوئی اعتبار نہیں تو پھر ان کی باتوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ ان کی باتیں ہرگز نہ مانیں۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مجلس 48

تکبر کا علاج

جھنگ

آدھا تصوف:

ارشاد فرمایا کہ دوسروں کو کسی طرح بھی تکلیف نہ دے۔ یہ آدھا تصوف ہے۔ نہ ہاتھ سے، نہ زبان سے، نہ اشارے کنائے سے کسی کو تکلیف پہنچائے کیونکہ اس سے دل دکھتا ہے اور دل عرش الٰہی کی مانند ہے۔ اس لئے دکھ پہنچایا ہوا بہت دور تک جاتا ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی اپنے کاروبار میں خود بین نہ بنے اور دوسرے کے بارے میں بد بین نہ بنے۔ مطلب یہ کہ اپنی اچھائیاں دیکھنے والا نہ بنے اور دوسروں کی برائیاں دیکھنے والا نہ بنے۔ کسی کو تکلیف پہنچانے کا راستہ ہی بند کر دینا چاہئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے بالکل اس کی بات نہ کرے کیونکہ عادتاً پھر آدمی غیبت کا مرتکب ہونے لگ جائے گا اور اسے خیال بھی نہیں رہتا۔

گپ شپ:

ارشاد فرمایا، بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر کسی کی پیٹھ پیچھے بات کر بھی بیٹھا ہے

تو پھر اس کی کوئی اچھائی بھی بیان کرے تا کہ معاملہ برابر ہو جائے۔ ضروری تو یہی ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی بات ہی نہ کی جائے تا کہ غیبت کی نحوست سے بچ سکیں۔ اگر کسی کے پیچھے باتیں کریں گے تو آخر کار تبصرہ بازی اور گپ شپ تک نوبت پہنچ جائے گی۔ یاد رکھیں! یہ گپ شپ بندے کے ایمان کا جنازہ نکال دیتی ہے۔

ڈانٹنے کے الفاظ:

ارشاد فرمایا، ہمارے بزرگوں نے اگر کسی کی اصلاح کے لئے ڈانٹا ہے تو ایک جاہل کے لفظ سے ڈانٹا ہے اور دوسرے ظالم کے لفظ سے ڈانٹا ہے۔ قرآن کریم میں یہ دو لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلاً (بے شک انسان بڑا ظالم اور جاہل ہے)

کسی نے سوال کیا کہ کسی کو ڈانٹنے کے لئے گدھے کا لفظ کیسا ہے؟ فرمایا، یہ لفظ قرآن میں بے عمل علماء کے لئے استعمال ہوا ہے۔ موقع محل کے مناسب استعمال ہو سکتا ہے۔

تکبر کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، ہر کسی کو تکبر سے بچنا چاہئے اور ہر قسم کے تکبر سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ تکبر کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔ اس مجلس میں ظاہری باطنی تکبر سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی۔ تکبر اور عجب زہر کی طرح خطرناک ہے۔ یہ تکبر اتنی بری بلا ہے کہ اس کا تھوڑا سا حصہ بھی بندے کو جنت سے محروم کرنے کے لئے کافی ہے۔ حدیث شریف ہے" لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ

من کبر'' جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتا۔

تکبر کے برے انجام کا ایک واقعہ سناتے ہوئے فرمایا:

انگلینڈ میں ایک صاحبزادہ صاحب تھے وہ بڑے متکبرانہ بول بولتے تھے۔ کہتے تھے، میں سید ہوں، میرا یہ مقام ہے، میرا وہ مقام ہے، اگر میرے سامنے فلاں ولی بھی ہوتے تو میرے جوتے صاف کرتے اور اٹھاتے۔ بس ان بولوں کے بعد اس پر کچھ ایسے حالات آئے کہ اسے انگلینڈ سے داڑھی منڈا کر اور شکل بدل کر بھاگنا پڑا۔ یہ تکبر بہت بری بلا ہے۔

تکبر کا شافی علاج:

ارشاد فرمایا، یہ تکبر تبع قرآن وسنت مشائخ کی صحبت سے نکلتا ہے۔ مشائخ کبھی کسی غلطی کی وجہ سے اور کبھی جانچنے کے لئے بغیر وجہ بھی ڈانٹتے ہیں۔ مشائخ اپنے مریدین پر نظر رکھتے ہیں کہ کہیں تکبر کے جراثیم تو نہیں پیدا ہو رہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ مشائخ کی ڈانٹ تکبر کے علاج کے لئے اکسیر کی طرح ہے۔ شیخ کی خدمت کرنے سے اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے تکبر اور بدگمانی وغیرہ جیسے مہلک امراض سے جان چھوٹ جاتی ہے۔

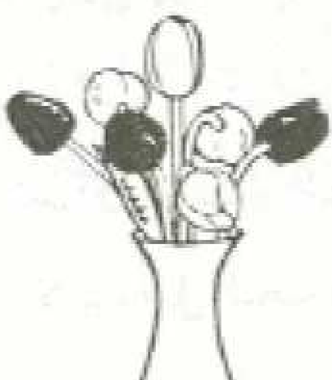

مجلس 49

عبرت کے نشان

چکوال

کلمہ اور دل:

ارشاد فرمایا، بڑھاپے میں دل عبادت کرنا چاہتا ہے مگر جسم ساتھ نہیں دیتا، جوانی میں جسم ساتھ دیتا ہے مگر دل ساتھ نہیں دیتا۔ پہلے وقتوں میں آپس میں عبادتوں میں آگے بڑھنے کا مقابلہ ہوتا تھا۔ آج وہ جوان نظر نہیں آتے جو عبادت میں آگے بڑھنے کے لئے بے چین ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دلوں پر زنگ چڑھ گیا جس کی وجہ سے غفلت ہے۔ عبادت میں دل نہ لگنا غفلت کی علامت ہے۔ ہم نے لا الہ اپنے والدین سے پڑھ لیا مگر اس کلمے کے تقاضے اور مقاصد سامنے نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ابھی کلمہ دل میں نہیں اترا۔

تو عرب ہے یا عجم ہے تیرا لا الہ الا
لغت غریب جب تک تیرا دل نہ دے گواہی

پانچ نعمتیں:

ارشاد فرمایا، حضرت علی ﷛ کی پانچ باتیں بڑی اچھی لگتی ہیں۔ فرمایا، جس کو

یہ پانچ چیزیں مل گئیں وہ بڑا خوش نصیب ہے۔

(۱) شکر والی زبان (۲) ذکر کرنے والا دل (۳) مشقت اٹھانے والا بدن (۴) نیک بیوی (۵) وطن کی روزی۔

مال کی محبت:

ارشاد فرمایا، آج کے اس نفسا نفسی کے دور میں مال ایمان کے لئے ڈھال ہے۔ حدیث شریف ہے کہ یَکَادُ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا (قریب ہے کہ غربت تجھے کفر تک پہنچا دے) مال کا کمانا اور پاس رکھنا برا نہیں ہے مگر اس کی محبت سے منع کیا گیا ہے۔ مال سے اتنی محبت نہ ہو کہ زکوۃ ہی ادا نہ کرے۔ بیوی بچوں سے اتنی محبت نہ ہو کہ اللہ کو بھول جائے بلکہ اللہ کی محبت ان تمام محبتوں پر غالب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مومنوں کی نشانی بتائی ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

(ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے)

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں
محبت کے انداز ہیں سب پرانے
خبردار ہو اس میں جدت نہیں ہے

تاج محل:

ارشاد فرمایا، کہ ممتاز محل نے شاہ جہاں سے کہا کہ میرا ایسا مقبرہ بنانا کہ دنیا میں کسی کا نہ ہو۔ دہلی کی گلشن آرا بیگم باغ بنوا گئی۔ زبیدہ خاتون نے بھی مال

خرچ کروایا اور مکہ میں پانی کے لئے نہر بنوائی گئی۔ جس کی وجہ سے اس کی آخرت بن گئی۔ فقیر نے سوچا تاج محل میں کونسی ایسی بات ہو گی جو آج کے ترقی یافتہ دور میں اس جیسی عمارت بنانا ممکن نہیں۔ لیکن جب اسے دیکھا تو حیرت زدہ رہ گیا۔ سنگ مرمر کی بے جوڑ، بے داغ بڑی بڑی چادریں لگائی گئی ہیں۔ ایسے انداز سے لگائی گئی ہیں کہ اگر پتھر کے ایک کونے پر لائٹ ماری جائے تو سارا پتھر روشن ہو جائے۔ پتھر میں پھول بوٹے بنانے کا کام عجیب ہے۔

تاج محل کی خوبصورتی:

ارشاد فرمایا، ایک مرتبہ ایک روسی جوڑا ابھی تاج محل دیکھ رہا تھا۔ روسی مرد نے محبت میں آ کر بیوی سے کہا کہ آپ کے لئے بھی میں ایسا مقبرہ بنوا دوں گا۔ اس عورت نے کہا کہ تو اس سے آدھا خوبصورت بھی بنوا دے تو میں ابھی مرنے کے لئے تیار ہوں۔ اتنا عجوبہ روزگار ہے عقل حیران ہوتی ہے۔ ایک شاعر نے اس پر عجیب شعر کہا ہے

اک شہنشاہ نے دولت کے نشے میں آ کر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

دل کی کشتی:

ارشاد فرمایا، بیت اللہ انسان کے روحانی قیام کا باعث ہے اور مال اس کے جسمانی قیام کا باعث ہے۔ جس طرح پانی کے بغیر کشتی نہیں چلتی اسی طرح زندگی بھی مال کے بغیر نہیں گزرتی۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ مال کی محبت دل میں نہ گھس جائے اور دل کی کشتی کو ڈبو نہ دے۔

غریب اور امیر کا فرق:

ارشاد فرمایا، غریبوں کے پیوند لگے کپڑے ان کے عیب نہیں چھپا سکتے مگر امیروں کے بڑے بڑے گناہ ان کا مال چھپا جاتا ہے۔ اگر امیر بے وقوفی کرے تو اسے کہیں کہ بڑا بھولا بادشاہ ہے اور اگر کوئی غریب بے وقوفی کرے تو کہیں گے کہ بڑا بے وقوف اور جاہل ہے۔

امریکہ میں زلزلہ:

اسی دوران امریکہ کے کچھ حالات سنائے اور ارشاد فرمایا امریکہ میں ٹیکنالوجی اتنی ایڈوانس ہوتی جا رہی ہے کہ چاند پر بیٹھی مکھی کی آنکھ کا فوٹو بھی لے سکتے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا مظاہرہ کرتے ہیں تو زلزلے کا صحیح اندازہ بھی نہیں لگا سکے اور کروڑوں کا نقصان ہو جاتا ہے۔ چند سال پہلے کیلیفورنیا ریاست کے شہر لاس اینجلس میں اتنا شدید زلزلہ آیا کہ اس نے سالوں قائم رہنے والی ڈیزائن شدہ عمارتوں کو بھی دور پھینک دیا۔ امریکہ کے صدر نے آخرکار مذہبی رہنماؤں اور چرچ والوں سے کہا کہ دعا کرو۔ انہوں نے کہا کہ بڑے بڑے چوکوں پر (Oh God) لکھ کر لگواؤ تاکہ لوگ انہیں پڑھیں اور انہیں خدا یاد آئے۔ جو نہیں مانتے تھے اب تو انہیں بھی اللہ یاد آ رہا ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

عبرت کے بعد اصلاح کی فکر:

ارشاد فرمایا، اب سائنسی آلات نے کچھ حالات کی نشاندہی کی ہے کہ اب

ایک بڑا زلزلہ آئے گا جس کا انہوں نے نام Big one رکھا ہوا ہے۔ سائنسدان کہتے تھے کہ جب Big one آئے گا تو ہالی وڈ کا علاقہ جہاں زنا عام ہے اور لواطت کو قانونی تحفظ حاصل ہے وہ علاقہ سمندر برد ہو جائے گا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَار (اے عقل والو! عبرت حاصل کرو)

اگر آج ہم ان لوگوں کے واقعات سے عبرت حاصل نہیں کریں گے تو ہم خود عبرت کا نمونہ بن جائیں گے۔ عقلمند وہی ہوتا ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں پہلی تباہ شدہ قوموں کے واقعات بار بار بیان کئے ہیں تاکہ ان سے عبرت حاصل کی جائے۔ یہی زندگی کی چند گھڑیاں ہیں کہ اس میں عبرت حاصل کر کے اپنی اصلاح کی فکر کر لیں۔ مرنے کے بعد اصلاح کے لئے کوئی مزید وقت نہیں ملے گا جس میں اصلاح کر لیں، یہ آج اور ابھی کرنے والا کام ہے۔

ؔ غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
آتا نہ ہوگا یہاں بار بار

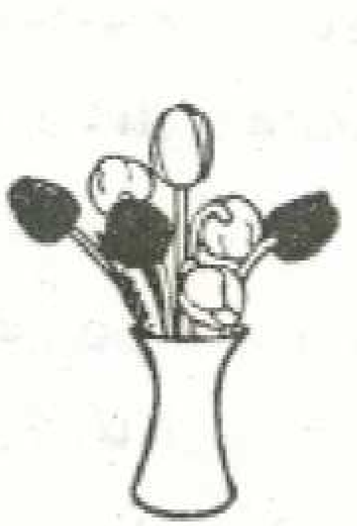

مجلس 50

بیرون ملک جانے والوں کے لئے ہدایات

لاہور

باہر کے ملک میں رہنے کا طریقہ:

کسی نے عرض کیا امریکہ میں انتہائی گندا ماحول ہے، وہاں کس طرح رہا جائے؟ ارشاد فرمایا، ہم بھی امریکہ گئے ہیں ہمیں تو اچھا ماحول ملا ہے۔ اس لئے کہ ماحول انسان کی اپنی پیداوار ہوتی ہے اور اس کی شخصیت پر اسی ماحول کے اثرات ہوتے ہیں۔ ہم نے وہاں بھی اچھے لوگوں کو دوست بنایا اور اچھے لوگوں کی برکت سے ماحول اچھا ہو گیا۔ ہمیں تو وہاں بھی اچھے لوگ نظر آتے ہیں۔ باہر کے ملکوں میں رہنے کے لئے ایک سنہری اصول یاد رکھیں تو حرام کاموں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ وہ سنہری اصول یہ ہے کہ جو کوئی باہر کے ملکوں میں حرام کھانے سے اپنے آپ کو بچائے گا وہ دوسرے حرام کاموں سے بھی بچ جائے گا۔ وہاں جاتے وقت یہ نیت رکھنی چاہئے کہ باہر ملک جا کر چاہے بھوکا رہنا پڑے رہ لوں گا مگر مشتبہ چیزیں نہیں کھاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ حرام چیزوں کے کھانے سے بچالیں گے۔

Where there is more risk there is more profit.

(جہاں خطرہ زیادہ ہوتا ہے وہاں نفع بھی زیادہ ہوتا ہے)

ایمان کے پہریدار:

ارشاد فرمایا، اپنے اردگرد اپنے تھانیدار مقرر کرلیں جو آپ کے ایمان کے پہریدار بن جائیں۔ اچھا ماحول، اچھے دوست، یہ آپ کے پہریدار ہیں جن کی برکت سے ایمان محفوظ رکھنا آسان ہوتا ہے۔ باہر کے ممالک میں اعمال کا ڈر نہیں ہوتا وہاں تو اصل میں ایمان کا ڈر ہوتا ہے ایمان کو محفوظ رکھنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ جتنی ایمان میں پختگی ہوتی ہے اتنی اعمال میں بھی جان ہوتی ہے اور جتنا ایمان کمزور ہوتا ہے اتنا اعمال بھی ناقص ہوتے ہیں۔ ایمان کی بنیاد پہ اعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے ایمان کی حفاظت ضروری ہے اور اس کے لئے اپنے آپ کو برے ماحول سے بچانا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر کوئی مرد کسی عیسائی لڑکی سے دوستی کر لیتا ہے تو وہ آخرکار اسے چرچ تک پہنچا دیتی ہے۔ یاد رکھیں! کافروں کے ماحول سے متاثر ہونے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے وہ ہم سے زیادہ پریشانیوں کا شکار ہیں۔

؎ خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

حضور ﷺ کی تعلیمات اور مدینہ شریف کی خاک کا سرمہ لگا کر جائیں گے پھر آپ اپنے ایمان کو محفوظ رکھ سکیں گے۔ ایمان کی حفاظت کرنے والے وہاں بھی برائیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

ایمان کو محفوظ رکھنا:

ارشاد فرمایا، بیرون ملک جو مسلمان لڑکے اور لڑکیاں اپنے اسلام کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عملی طور پر کاربند رہیں جب ان کے اعمال درست ہوں گے تو ماحول کے برے اثرات سے بچے رہیں گے اس طرح اپنے اسلام اور ایمان کو محفوظ رکھ سکیں گے۔ دین پر عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ راستے کی رکاوٹوں کو دور فرما دیتے ہیں اور آسانیاں پیدا فرما دیتے ہیں۔ بیرون ملک ایسے بھی ایمان تازہ کر دینے والے واقعات ہوتے ہیں کہ مزہ آ جاتا ہے۔ کئی ایسی بچیاں دیکھیں جو وہیں پیدا ہوئیں وہیں پرورش پائی۔ جب اس فقیر سے بیعت ہوئیں تو حالت ہی بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے عقل بھی دے رکھی تھی، شکل بھی دے رکھی تھی، خود بھی تمام گناہوں سے بچتی تھیں اور دوسروں کو بھی بچاتی تھیں حتیٰ کہ اپنے بھائیوں کو بھی سیدھا رکھتی تھیں اور انہیں پابندی سے نماز پڑھاتی تھیں۔ ایک لڑکی نے اپنے حالات بتائے کہ اسے مختلف جگہ سے گناہوں کی آفر ملتی تھی کہ ہمارے ساتھ فلاں جگہ فلاں ہوٹل میں رہیں لیکن وہ بچی اپنا دامن بچاتی رہی۔ کالج کے ہم جماعت لڑکوں نے جب زیادہ ہی آفر کرنا شروع کر دی تو اس نے انگلی میں انگوٹھی پہن لی تاکہ لوگوں پر یہ ظاہر ہو کہ اس کی منگنی ہوگئی ہے۔ اس طرح وہ خود بھی گناہ سے بچ گئی اور مردوں کو بھی سیدھا راستہ دکھا دیا۔ اپنی حکمت عملی کی وجہ سے اس نے ایمان کو محفوظ رکھا۔

حالات کی نزاکت:

ارشاد فرمایا، بیرون ملک حالات بہت نازک ہیں اگر باہر کے ملک جا کر

آپ گناہوں میں پڑ گئے تو آئندہ نسل کافر ہو جائے گی۔ ایک دفعہ ایک پاکستانی سفیر ملا اور رو کر اپنی اولاد کی کہانی بیان کر رہا تھا۔ بیٹوں کا تو حال ہی نہ پوچھیں بیٹیاں بھی کافروں کے ساتھ چلی گئیں۔ اس باپ کی بے بسی کی حالت کو سوچیں اس کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ بیرون ملک رہنے والے لوگوں کو دو سوال اپنے دل سے ضروری پوچھنے چاہئیں۔

① کیا ہم نے برائی میں پڑ کر آئندہ نسل کو کافر بنانا ہے؟ یا نیکی کر کے آئندہ نسل کو مسلمان بنانا ہے؟

② کیا ایمان پر موت چاہتے ہیں یا حرام کاموں میں مبتلا ہو کر بالآخر ایمان سے ہاتھ دھونا چاہتے ہیں؟

بیرون ملک حرام اور حلال میں تمیز کرنا ہی مشکل ہوتا ہے اگر آپ حلال و حرام میں امتیاز کر لیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی کوشش کے بقدر اجر عطا فرمائیں گے اور آپ کی مدد و نصرت فرمائیں گے۔ مشتبہ کھانا تقویٰ کے خلاف کام کرواتا ہے اگر تقویٰ والی زندگی بسر کرنی ہے تو حرام سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیں۔

غیر مسلم اور قرآن:

ارشاد فرمایا، راولپنڈی کے ایک مسلمان نوجوان نے ایک غیر مسلم لڑکی سے شادی کر لی۔ وہ خاوند کو مجبور کرتی کہ میرے ساتھ چرچ میں چلو۔ اس بیوی کے ساتھ رہنے کی وجہ سے وہ مسلمان نوجوان بھی اس کے رنگ میں رنگ گیا۔ ایک دن کام سے واپس آیا تو اس کی بیوی نے قرآن حکیم کو ردی کی ٹوکری میں پھینکا ہوا تھا۔ قرآن حکیم کو اس حال میں دیکھ کر اس کی غیرت مسلمانی جوش میں آ گئی۔

بیوی سے غضبناک ہو کر پوچھا کہ یہ کیا کیا؟ بیوی کہنے لگی، یہ کتاب فالتو پڑی تھی۔ آپ نے تو کبھی پڑھی نہیں اس لئے میں نے اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ استغفر اللہ۔ الحمد للہ اس مسلمان نوجوان نے بیوی کو طلاق دے کر اپنا ایمان بچا لیا۔ اگر انسان کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان کی رمق موجود ہو تو اچھا ماحول اس کے ایمان کو تازہ کر دیتا ہے اور اگر کامل ایمان والا بندہ بھی کچھ عرصہ غلط ماحول میں رہے اور غلط سوسائٹی میں رہائش رکھے تو اس کے ایمان میں خلل آ جاتا ہے۔ مسلم نوجوان جو غیر ممالک میں جاتے ہیں انہیں چاہئے کہ مسلمان عورت سے ہی شادی کریں۔ غیر مسلم کبھی بھی مسلم کا نہیں بنتا چاہے کتنا ہی زور کیوں نہ لگالیں۔ امریکہ میں ایک بنگلہ دیش کے مرد نے امریکی عورت سے شادی کر لی۔ 23 سال کے بعد کسی بات پر ناراض ہو کر وہ امریکی عورت ایک رات بچوں سمیت غائب ہو گئی اور تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملی۔

باہر کس نیت سے جائیں:

ارشاد فرمایا، اگر دین کی دعوت کی نیت لے کر بیرون ملک جائیں گے تو یہ سفر عبادت میں شمار ہوگا۔ صرف دنیا کمانے اور دنیاوی علوم پڑھنے پڑھانے کے لئے باہر جائیں گے تو دنیا کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جہاں بھی جائیں آپ کی نیت یہ ہونی چاہئے کہ دین کی خدمت کرنی ہے۔ اسی طرح آپ اپنے ایمان کی حفاظت کرسکیں گے۔ ایمان بڑی قیمتی چیز ہے کسی قیمت پر بھی اس کا سودا نہیں ہوسکتا۔ باہر کے ملک میں دین کی دعوت کے لئے جائیں گے تو ہر لحاظ سے فائدہ حاصل ہوگا۔ امریکہ جیسے ایڈوانس ماحول میں بھی کئی ایسے لوگ ملے جو ایمان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایک بچی کے والد صاحب نے بتایا کہ ان کی بچی ہفتے میں

تین دن روزہ رکھتی ہے۔ کیا وہ اتنے دن روزے رکھ سکتی ہے؟ جب بچی سے پوچھا گیا تو بچی کہنے لگی It is my choice کہ وہ خوشی سے اس کام کو کر رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ بچی ماحول سے متاثر ہوئے بغیر اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر میں ہے۔ جب بندہ ایمان کو بچانے کی فکر میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے غیب سے وسائل پیدا کر دیا کرتے ہیں۔

نمازوں کے اوقات:

کسی دوست نے عرض کیا، جہاں دن رات چھ چھ ماہ کے ہیں، وہاں نمازیں کیسے پڑھی جائیں گی۔ ارشاد فرمایا، جہاں چھ مہینے کا دن ہو اور چھ مہینے کی رات ہو وہاں حساب لگا کر اور وقت مقرر کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جہاں کسی خاص نماز کا وقت ہی نہیں آتا وہاں پر اس نماز کو قضاء کی نیت سے پڑھ لیتے ہیں۔ امریکہ جائیں تو راستے میں دو نمازیں پڑھنی پڑھتی ہیں اور واپس آئیں تو راستے میں سات نمازیں پڑھنی پڑھتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جب دجال آئے گا تو ایک دن ایک ہزار سال کا ہو جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ نماز کیسے پڑھیں گے؟ فرمایا حساب لگا کر پڑھیں گے۔

ذکر جہر اور مراقبہ:

کسی دوست نے عرض کیا جہاں ذکر جہر کی مجلس ہو وہاں ہم کیا کریں؟ فرمایا جو ذکر جہر کرتے ہیں اگر آپ ان کے ساتھ بیٹھے ہوں تو صرف مراقبہ کر لیجئے۔

بیرون ملک جانے والے ایک دوست کو خصوصی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، بعض لوگ دوسرے ملکوں میں اپنے ملک کے سفیر بن کر جاتے ہیں۔ آپ اللہ کے دین

کے سفیر بن کر جائیں۔

؎ وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

روحانی بیماریوں کا علاج:

راقم الحروف کے ایک انجینئر دوست نے حضرت جی دامت برکاتہم سے پوچھا کہ گھر سے نکلتے ہیں تو پہلے مسجد آتی ہے پھر سینما آتا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مسجد جانے کو دل نہیں چاہتا اور سینما جانے کو دل کرتا ہے۔ حضرت جی نے جواب میں فرمایا

؎ خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

پھر فرمایا، کچھ دن اس فقیر کے ساتھ رہیں ان شاء اللہ حالت بدل جائے گی۔ جب تک روحانی مجالس میں نہیں بیٹھیں گے روحانی بیماریاں کیسے دور ہوں گی۔

کیا دوبارہ بیعت کی ضرورت ہے؟

اسی مجلس میں ایک ڈاکٹر صاحب نے حضرت جی سے عرض کیا کہ میں پہلے حضرت مولانا یوسف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا کیا ان کے بعد مجھے کسی اور سے بیعت ہونا چاہئے یا دوبارہ بیعت ضروری نہیں ہے؟ حضرت جی نے ان سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی قاری صاحب سے قرآن حکیم پڑھ رہا ہو اور وہ استاد فوت ہو جائے تو پھر کسی اور استاد سے پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا پڑھنا چاہئے۔ ارشاد فرمایا، اسی طرح سلوک کی تکمیل کے لئے دوبارہ کسی باعمل متبع شریعت و سنت پیر سے بیعت ہونا ضروری ہے۔

مجلس 51

بیعت توبہ کی اہمیت

چکوال

خلیفہ اور ڈاکیہ:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کو سلسلہ عالیہ کے کام کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا، ہم تو ڈاکیے کی مانند ہیں۔ اپنے آپ کو ڈاکیہ سمجھ کر کام کرتے ہیں۔ جس طرح ڈاکیہ کا کام ڈاک پہنچانا ہوتا ہے اسی طرح ہمارا کام بھی لوگوں کو اللہ اللہ سکھانا ہے اور اللہ کا پیغام ہر جگہ پہنچانا ہے۔

شروع میں مشکلات پیش آتی ہیں پھر انسان کے لئے کام کے راستے کھل جاتے ہیں۔ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بیان میں اپنے بارے میں فرمایا، پہلی دفعہ جہلم کی ایک مسجد میں ایک آدمی کو بیعت کیا تھا۔ اس مسجد میں ایک ہی آدمی تھا جس کو بیعت کی ترغیب دی اور پھر بیعت کیا اور اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فیض کا سلسلہ ایسا چل پڑا کہ لوگ بیعت کی طرف متوجہ ہونے لگے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ حضرت مرشد عالم کے لقب سے مشہور ہوئے۔

سلسلہ کے کام کی اہمیت:

ارشاد فرمایا۔ اگر شیخ کسی کو سلسلہ کا کام کرنے کے لئے کہہ دے تو انکار نہیں کرنا چاہئے ورنہ کفران نعمت کرنے کی وجہ سے سالک بنیاد ہی سے اکھڑ جاتا ہے۔

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے خوف کے ساتھ ارشاد فرمایا، یہ فقیر کئی ایسے لوگوں کو جانتا ہے جنہوں نے اپنے مشائخ سے خلافت ملنے کے بعد کام کرنے سے انکار کیا پھر وہ زوال کا شکار ہو گئے اور کئی ایک تو بالکل راستے سے بھٹک گئے۔ شیخ کی حکم عدولی اور بے ادبی مرید کی تنزلی کا باعث بن جاتی ہے۔

پیر و مرشد کی ترقی:

ارشاد فرمایا، مریدین کی وجہ سے پیر صاحب کی بھی ترقی ہوتی ہے۔ مثلاً پیر صاحب نے جن جن لوگوں کو ذکر سکھایا ہوگا اور وہ مریدین ذکر مراقبہ کریں گے اور آگے مزید لوگوں کو سکھائیں گے تو اس کا ثواب پہلے پیر صاحب کو ہوگا پھر ان مریدین کو ہوگا جن کو شیخ سے فیض ملا اور انہوں نے کام کو جاری رکھا۔ اس لئے کہ پودا لگایا تو پیر صاحب نے تھا پھر اس کی نشو ونما مریدین کے حوالے کر دی۔ ثمر دونوں کو حاصل ہوا۔ مریدین کے خلوص کا اثر پیر صاحب پر بھی ہو جاتا ہے۔ مریدین کے اعمال شیخ کی باطنی ترقی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

نسبت کی برکات:

ارشاد فرمایا، خلافت ایک امانت ہے جو انتظامی امور سے متعلق ہے نسبت ایک ایسی چیز ہے جس سے زندگیاں بدلتی ہیں۔ محض زبانی دعوے کرنے والوں

کی زندگیاں عمل سے عاری ہوتی ہیں۔ محض زبانی تقریریں کرنے والوں کی زندگیاں قول وفعل کا تضاد پیش کرتی ہیں۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں کرتے نہیں ہیں۔ جب وہ خود کو نہیں بدل سکتے تو دوسروں کو کیسے بدلیں گے۔ نسبت ایک ایسا نور ہے جب یہ سینے میں آجاتا ہے تو انسان کی زندگی کی کایا پلٹ کے رکھ دیتا ہے۔ اور اس نسبت کے اثرات سے کئی لوگ متاثر ہوتے ہیں اور اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کر لیتے ہیں اگر لوگ اپنے قول وفعل کو ایک کر لیں تو حالات بدلنا کوئی مشکل کام نہیں۔ جو کچھ زبان سے نکلے کردار و عمل اس کا منہ بولتا ثبوت ہو۔

محبت اور آداب:

ارشاد فرمایا، روحانیت میں آداب اور محبت شیخ کی بہت اہمیت ہے۔ ان آداب کی حقیقت کو ناواقف لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ انہیں صرف محبت والے لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ فرمایا، ہم مسکین پور کے سالانہ اجتماع پر جاتے تھے وہاں اپنا مصلیٰ حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بچھا دیتے تھے تاکہ پھر سارا سال اس پر مراقبہ کر کے شیخ کا فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ کبھی شاہ صاحب کیلئے اپنا رومال بچھا دیتے تھے اور پھر سارا سال اس رومال کو اوپر ڈال کر مراقبہ کرتے تھے ان دونوں چیزوں کے ذریعے بہت فیض ملتا تھا۔ یہ محبت کی باتیں دیوانے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عقلمندان کے سمجھنے سے معذور ہوتے ہیں۔

عقل سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری

محبت شیخ:

ارشاد فرمایا، تاریخ میں ایک بزرگ خواجہ ابوسعید خراز کے نام سے گزرے

ہیں انہیں اپنے خاندانی بزرگوں سے ایک خرقہ ملا تھا جو ان کے خاندان میں نسل در نسل چلا آ رہا تھا۔ ایک خرقہ انہیں اپنے شیخ کی طرف سے ملا تھا۔ اپنے شیخ سے محبت کی وجہ سے وہ اس خرقہ کو بہت پسند کرتے تھے اور عزت واحترام سے رکھتے تھے۔ جب آخری وقت قریب آیا تو خادم سے خرقہ مانگا۔ اس نے پوچھا، کونسا خرقہ لاؤں؟ فرمایا، مجھے خاندانی خرقہ کا بڑا ادب ہے مگر اس وقت تم میرے شیخ کا دیا ہوا خرقہ لاؤ کیونکہ اس وقت میں شیخ کی نسبت میں فنا ہو کر اس دنیا سے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا روحانی فرزند:

ارشاد فرمایا، یہ فقیر ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گیا۔ دل میں خیال آیا کہ یہ عاجز تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا روحانی فرزند ہے۔ جب فرزند دور سے آئے تو اس کی مہمان نوازی ہوتی ہے۔ یہی سوچ ذہن میں تھی صبح فجر کی نماز کے لئے مسجد میں بیٹھا تھا وہاں کے سجادہ نشین نے جب اس عاجز کو جماعت کا انتظار کرتے ہوئے پایا تو جماعت کروانے کی درخواست کی۔ پھر بعد میں مزار کے تینوں دروازے کھول دیئے بلکہ دوسرے دن خانقاہ کی ساری چابیاں اس فقیر کے حوالے کر دیں کہ جہاں چاہیں آزادی سے جائیں۔ تین دن تک خانقاہ کی چابیاں فقیر کی جیب میں رہیں۔

اگر بڑھیا کے در پر آئے سلطاں
تو اے واعظ نہ ہو ہرگز پریشاں

مجلس 52

محاسبہ کی اہمیت

اسلام آباد

احساس زیاں:

ارشاد فرمایا، یہ شعر ہمیں زندگی کی اہمیت بتاتا ہے۔

غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
آتا نہ ہوگا یہاں بار بار

بس ایک ہی دفعہ موقع ملتا ہے کاش ہمیں اس کی اہمیت اور قدر و قیمت کا پورا پورا احساس ہو جائے۔ اگر کسی کا احساس اور ضمیر اس قدر مردہ ہو جائے کہ اسے اپنے نقصان کا احساس بھی نہ ہو تو ایسے بندے کا علاج انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

زندگی اور سفر:

ارشاد فرمایا، ساری زندگی سفر در سفر ہے۔ منزلیں بدلتی رہتی ہیں لیکن سفر

جاری رہتا ہے۔ پہلے ہم عالم ارواح میں تھے، پھر ماں کے پیٹ میں پہنچے، اس کے بعد زمین و آسمان کے پیٹ یعنی اس دنیا میں آئے اور ہمارا اگلا سفر قبر کے پیٹ تک ہوگا۔ پھر حساب کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونا پڑے گا۔

''جس دن روح اور فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے کوئی بات نہیں کر سکے گا مگر اللہ کی اجازت سے اور بات بھی ٹھیک کرے گا''

قبر کی لمبائی:

ارشاد فرمایا، انسان دنیا کی رنگینیوں میں غرق ہو جاتا ہے اور آخرت کو فراموش کر بیٹھتا ہے۔ پھر بالآخر موت اسے جھنجھوڑتی ہے۔ انسان کہتا ہے کہ میری بیوی اور میرے بچوں کا کیا بنے گا لیکن موت کے آگے کس کا بس چل سکتا ہے۔ آخر اکیلے ہی قبر کی آغوش میں جانا پڑتا ہے۔ جن کے لئے انسان ساری زندگی خوار ہوتا ہے موت کے وقت وہ قریبی رشتے دار بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ دنیا میں انسان جتنی بھی پر آسائش زندگی گزار لے قبر کی زندگی اس کے نیک اعمال کے بغیر اندھیری اور تاریک ہوگی۔ خواہ کوئی نواب کوئی ملوں کا مالک ہی کیوں نہ ہو قبر اس کے لئے بھی دو گز ہی بنے گی۔ اس کے لئے کوئی تین ایکڑ میں قبر نہیں بنے گی نہ ہی قبر میں فوم کا نرم گدا بچھایا جائے گا۔ کسی عارف نے کیا خوب بات کہی ہے ''ان شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے''

محاسبہ:

ارشاد فرمایا، حدیث شریف میں ہے کہ حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسِبُوْا ''محاسبہ

کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے''

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنا اکاؤنٹ خود ہی چیک کر لیں اس سے پہلے کہ آپ کا اکاؤنٹ چیک کیا جائے۔ اگر آج ہم اپنا محاسبہ کر لیں تو کل قیامت کے روز مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اگر ہم نے خود اپنا محاسبہ نہ کیا تو پھر قیامت میں بے بسی کا عجیب منظر ہوگا۔ انسان کو کہا جائے گا کہ یہ لو اپنا نامہ اعمال اگر خود تم پاس ہو سکتے ہو تو ہو جاؤ۔ جیسے کوئی استاد کسی نالائق طالب علم سے کہے کہ تو خود اپنے نمبر لگا کر پاس ہو سکتا ہے تو پاس ہو جا۔ قیامت کے روز انسان خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہوگا۔ **اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔** ''پڑھ اپنا نامہ اعمال آج تو خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہے''

قیامت کی رسوائی:

ارشاد فرمایا، اس دن کتنے ہی خاوند ہوں گے جو اپنی بیویوں کے سامنے رسوا ہو جائیں گے، کتنے بھائی ہوں گے جو بہنوں کے آگے ذلیل ہو جائیں گے، کتنے بچے ہوں گے جو ماں باپ کے سامنے شرمندہ ہو جائیں گے، کتنے استاد ہوں گے جو شاگردوں کے سامنے بے عزت ہو جائیں گے، کتنے مالک ہوں گے جو نوکروں کے سامنے ذلت اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کی رسوائی اور ذلت سے بچالے اور توبہ تائب ہونے والا بنا دے۔ تُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا ''توبہ کرو اللہ تعالیٰ کے حضور سچی پکی توبہ''

اللہ تعالیٰ کا کرم:

ارشاد فرمایا، قیامت کے دن ایک شخص کو کھڑا کیا جائے گا اور اس سے اس

کے گناہ گنوائے جائیں گے۔ اسے یقین ہو جائے گا کہ اب میری پکڑ ہو جائے گی اور میری نجات کا کوئی ذریعہ نہ ہوگا۔ اس وقت اس کے ارد گرد نور کی ایک چادر تان دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو گناہ کرتا تھا اور پھر دنیا میں ہی رو رو کر معافیاں مانگتا تھا۔ جا ہم نے نہ صرف گناہوں کو معاف کر دیا بلکہ تیرے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ جب نور کی چادر ہٹے گی تو لوگ حیران ہو کر کہیں گے یہ کون خوش نصیب ہے جس کے ذمہ ایک گناہ بھی نہیں۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

مجلس 53

والدین کی قدر

اسلام آباد

یورپین اقوام کا اخلاق:

ارشاد فرمایا، یورپین تہذیب کی ناپائیداری پر کسی کا شعر ہے

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

یورپین لوگ مادے کی تحقیقات میں جس قدر عروج کو پہنچے ہوئے ہیں اخلاقیات میں اسی قدر زوال پذیر ہیں۔ امریکہ کے ایک شہر کا عجیب وغریب واقعہ ہے جو اخبارات کی زینت بنا اور بڑا مشہور ہوا۔ واقعہ کچھ اس طرح سے تھا کہ ایک ماں نے اپنے بیٹے پر مقدمہ کر دیا کہ میرا بیٹا کتے کا زیادہ خیال رکھتا ہے اور میرا بالکل خیال نہیں رکھتا۔ بہت عرصہ یہ مقدمہ چلتا رہا آخر کار عدالت نے یہ فیصلہ لکھا چونکہ کتا اس شخص نے خود پالا ہوا ہے اور یہ کتا اسی پر انحصار کرتا ہے اس لئے کتے کا اس پر حق ہے کہ یہ اس کا خیال رکھے۔ رہی ماں تو بیٹا چونکہ 18 سال سے بڑی عمر کا ہو گیا ہے لہٰذا بیٹا اگر چاہے تو ماں کی خدمت کرے اس

پر لازم نہیں ہے۔ ماں کو چاہئے کہ گورنمنٹ سے درخواست کرے تاکہ اسے گورنمنٹ اولڈ ہاؤسز میں پہنچا دیا جائے۔ اس مہذب معاشرے میں ماں جیسی عظیم ہستی کی قدر و قیمت کتے سے بھی کم ہے اور والدین کے حقوق کو پامال کرنے والے یہ وہ لوگ ہیں جو اخلاقیات کے چیمپئن بنے پھرتے ہیں اور ماں کے حقوق کا مطلق خیال نہیں ہے۔ صرف دوستوں سے یا مطلب کے لوگوں سے مسکرا کر بات کر لینا ہی اخلاق نہیں ہے بلکہ اخلاق تو یہ ہوتا ہے کہ جس کے جتنے حقوق بنتے ہیں انہیں اتنی ہی ذمہ داری سے ادا کیا جائے۔

ماں کے حقوق:

ارشاد فرمایا، یورپین اقوام کا یہ فلسفہ ہے کہ ماں سے زیادہ بیوی کے حقوق ہیں کیونکہ وہ بعد میں آئی ہے۔ اس معاشرے میں خاوند کے حقوق مل جائیں گے، بیوی کے حقوق مل جائیں گے، نوکر کے حقوق مل جائیں گے حتیٰ کے کتوں کے حقوق بھی مل جائیں گے مگر جس ماں نے بچوں کو جنا ہے، پالا پوسا ہے اس کے حقوق نہیں ملیں گے۔ وہاں سال میں ایک دن **Mother day** کے طور پر منا لیتے ہیں۔ اس دن بھی یہ ضروری نہیں سمجھتے کہ ماں سے ملاقات کی جائے بس کوئی ایک آدھ فون کر کے ماں کی خیریت دریافت کر لے تو یہ ماں پر بڑا احسان سمجھتے ہیں۔

بیٹی کی بے حسی:

ارشاد فرمایا، امریکہ میں ایک لڑکی نے ماں باپ کو چھوڑ دیا۔ ایک ہی شہر میں وہ لڑکی بھی رہتی تھی اور اس کے والدین بھی اسی شہر میں رہتے تھے لیکن آنکھ

سال گزر گئے اور اس دوران اس لڑکی نے ایک دفعہ فون کر کے ماں باپ سے ان کی خیریت تک دریافت نہیں کی اور لوگوں سے یہ کہتی تھی کہ یہ کونسا جرم ہے یا اہم بات ہے کہ میں نے فون نہیں کیا۔ میری مرضی کہ میں فون کروں یا نہ کروں۔

مشہور واقعہ:

یورپ کا بڑا مشہور واقعہ ہے کہ **Mother Day** کے دن کسی ماں نے اپنے بیٹے کے لئے کیک بنا کر رکھا اور سارا دن اس کا انتظار کرتی رہی۔ آخر کار انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں، گھنٹی بجی، ماں نے فوراً جا کر دروازہ کھولا تو ڈاکیہ کھڑا تھا۔ ماں کو بڑا افسوس ہوا۔ ڈاکیہ بیٹے کا تار لایا تھا اور یہ پیغام بھیجا تھا کہ میں نہیں آسکتا۔ ماں نے اس ڈاکیے کو ہی اندر بلا لیا اور کیک سے اس کی تواضع کر دی۔

اسلام اور والدین کے حقوق:

ارشاد فرمایا، یہ چند واقعات تھے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپین معاشرے میں ماں باپ کے حقوق کی کس طرح مٹی پلید کی گئی ہے۔ ایسے ایسے واقعات کہ انسان سن کر حیران ہوتا ہے۔ اسلام نے ماں باپ کے اتنے حقوق بیان کئے ہیں کہ ان کی طرف محبت بھری نظر ڈالنے سے ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ صحابہ کرام ؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا، اگر ہم بار بار والدین کی طرف محبت بھری نظر سے دیکھیں تو کیا ہر بار ہمیں ثواب ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا، ہر نظر کے بدلے ثواب ملتا ہے۔

اللہ تعالی ہمیں والدین کی قدر کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مجلس 54

عشق الٰہی کے بارے میں تاثرات

فیصل آباد

عشق الٰہی کتاب کی قبولیت:

عشق الٰہی کتاب کے بارے میں ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا ہے۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، ایک دن فجر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو دو قاری حضرات تشریف لائے اور کہنے لگے ہمیں عشق الٰہی کتاب چاہیے۔ پوچھا، آپ کو اس کتاب کے بارے میں کیسے معلوم ہوا اور یہاں کس طرح آمد ہوئی؟ کہنے لگے، ہم ملتان سے کسی اور شہر کی طرف سفر کر رہے تھے، جس بس میں بیٹھے تھے اس میں ریکارڈنگ وغیرہ بھی ہو رہی تھی۔ بس میں ایک لڑکی ان تمام باتوں سے بے نیاز عشق الٰہی کتاب پڑھنے میں مگن تھی۔ ایک دو دفعہ اس نے احتجاج بھی کیا کہ یہ کیسا شور ہے؟ مگر پھر پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔ جب اس نے کتاب ختم کی تو ہم نے اس سے لے کر ایڈریس نوٹ کر لیا اور اب ہم صرف اس کتاب کو لینے آئے ہیں۔ ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ اس فقیر کو فوج کے اعلیٰ ترین افسر کا فون آیا کہ آپ کی کتاب عشق الٰہی پڑھی ہے،

بہت متاثر ہوا ہوں، آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ ان کو اپنا نمبر نوٹ کروایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمالے۔ اسی دوران عشق رسول ﷺ کتاب کا تذکرہ چلا۔

شکر کے کلمات:

راقم الحروف حضرت جی دامت برکاتہم سے ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوا، حضرت جی نے ایک کام ذمہ لگایا ہوا تھا اس کی کتابیں بھی ساتھ تھیں۔ مناسب موقع پاکر راقم الحروف نے عشق رسول ﷺ کتاب سے متعلقہ کچھ مواد پیش کیا۔ حضرت جی بہت خوش ہوئے اور فرمایا، ہمیں تو پکی پکائی کھیر مل گئی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

پیشانی جھکانا:

اسی دوران ایک آدمی مجلس میں حاضر ہوا اور اس نے ذرا جھک کر سلام عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس طرح نہیں کرنا چاہئے۔ فقط زبان سے سلام کرنا کافی ہے۔ سر کو جھکانا نہیں چاہئے۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا جائز ہے اور کسی کے آگے جھکنا جائز نہیں ہے۔ یہ پیشانی کسی بندے کے آگے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنی چاہئے۔

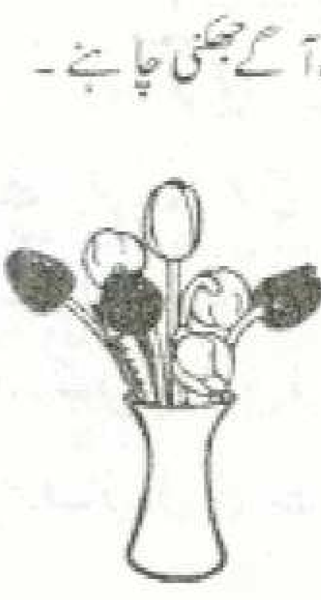

مجلس 55

قبولیت دعا کے طریقے

فیصل آباد

سچی توبہ کیا ہے؟

کسی نے سوال کیا کہ سچی توبہ کس طرح ہوتی ہے؟ آپ نے توبہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، سچی توبہ یہی ہے کہ پچھلے گناہوں پر دل میں ندامت اور افسوس ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم ہو۔ انشاء اللہ اس قوی ارادہ کو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے۔ گناہوں پر ندامت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اگر ندامت کے ساتھ چند آنسو بھی بہہ نکلیں پھر تو اللہ تعالیٰ کی رحمت چھم چھم برسنے لگتی ہے۔

موتی سمجھ کر شانِ کریمی کے چن لئے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

اسی ضمن میں بنی اسرائیل کے اس آدمی کا واقعہ سنایا جس نے 100 قتل کئے تھے مگر پھر سچی نیت سے توبہ کی اور نیکوں کی بستی کی طرف نیک ارادے سے جا رہا تھا کہ راستے میں موت آگئی۔ صرف توبہ کی سچی نیت کی برکت سے نیکوں کی روح

قبض کرنے والے فرشتوں نے اس آدمی کی روح قبض کی اور اللہ تعالی نے توبہ کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی۔

حج کے طریقے:

حضرت جی دامت برکاتہم نے تفصیل سے حج کا طریقہ کار بیان فرمایا کہ حج کو کس طریقے سے ادا کرنا چاہیے۔ دوسروں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دینی چاہیے، دل میں ایثار و قربانی کے جذبات ہونے چاہئیں۔ یہ باتیں سن کر ایک حاجی صاحب نے عرض کیا، جو آپ نے حج کا طریقہ بتایا ہے اگر بغور دیکھا جائے پھر تو ہمارا حج ہوا ہی نہیں ہے۔ ہم نے حج سے پہلے حج کا طریقہ سیکھا ہی نہیں تھا بس یونہی حج کرنے چلے گئے تھے۔

یہ حسرت رہ گئی پہلے سے حج کرنا نہ سیکھا تھا
کفن بر دوش جا پہنچے مگر مرنا نہ سیکھا تھا
یہ دیوانے اگر پہلے سے کچھ ہشیار ہو جاتے
حرم میں بن کے محرم صاحب اسرار ہو جاتے

فرمایا، ایک بات کی وجہ سے دل مطمئن ہے کہ عرفات میں اللہ تعالی حاجیوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ امید ہے کہ ہماری دعائیں بھی قبول ہوگئی ہوں گی۔

عبادت کا نچوڑ:

ارشاد فرمایا، حدیث شریف میں آتا ہے اَلدُّعَا مُخُّ الْعِبَادَۃ "دعا عبادت کا نچوڑ ہے"۔ جیسے دودھ کا نچوڑ مکھن ہے اس طرح عبادت کا نچوڑ اور خلاصہ دعا ہے۔ عام دنیا داروں سے اگر مانگیں گے تو وہ برا منائیں گے اور جس سے جتنا زیادہ

مانگا جائے گا وہ اتنی جلدی تعلقات توڑ لے گا۔ فرمایا، یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ہر چیز مانگتا ہے اور ہر حال میں مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنا ولی بنا لیتے ہیں۔

دعا سیکھنی چاہئے:

ارشاد فرمایا، دعائیں مانگنی بھی سیکھنی پڑتی ہیں دعا ایسے مانگیں کہ دعا مانگتے ہوئے بندے کا رواں رواں دعا مانگ رہا ہو۔

اس ضمن میں ایک عجیب واقعہ ارشاد فرمایا، طواف کے دوران ایک دفعہ ایک نابینا شخص دعا مانگ رہا تھا۔ یا اللہ! مجھے آنکھیں دے دے۔ مجھے آنکھیں دے دے۔ اس دوران حجاج بن یوسف بھی طواف کر رہا تھا اس نے نابینا کی دعا سنی تو کہنے لگا، تو کب سے دعا کر رہا ہے۔ میرے چار چکر رہتے ہیں اگر تجھے چار چکر سے پہلے آنکھیں نہ ملیں تو تیرا سر اتار دوں گا۔ حجاج بن یوسف جو کہتا تھا وہ پورا بھی کر دیتا تھا۔ اب تو اس نابینا کو آنکھوں کے ساتھ ساتھ جان کی بھی فکر لگ گئی۔ اب تو اس نے رو رو کر آہ وزاری سے دعا مانگنی شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد پوری کر دی۔ حجاج نے جب دیکھا کہ اسے واقعی بینائی مل چکی ہے تو کہنے لگا جیسے تو پہلے دعا مانگ رہا تھا اگر اس طرح سال بھر بھی مانگتا رہتا تو قبول نہ ہوتی۔ اضطراب کے ساتھ رو کر دعا مانگی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فوراً قبول کر لی ہے۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ''مضطرب کی دعا کون قبول کرتا ہے''۔

یقین کامل سے مانگی ہوئی دعا بھی قبول ہوتی ہے، دعا کی قبولیت کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہئے بلکہ بار بار صبر کے ساتھ دعا مانگتے رہنا چاہئے۔ انشاء اللہ

ضرور قبول ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ضرور دیتا ہے:

ارشاد فرمایا، سخی وہ ہوتا ہے جو سب کو دے یہ نہیں کہ بعض کو تو دے اور بعض کو نہ دے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا سخی ہے جو اپنے دشمنوں کو بھی لاکھوں نعمتیں دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ مومن بندے کی ہر جائز دعا قبول کرتے ہیں مگر انداز مختلف ہوتا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے اور کیا نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو ہماری بہتری چاہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص بہت زیادہ دولت مانگے اور اسے اتنی ہی دولت مل جائے تو وہ انسان متکبر بن جائے گا اور کفریہ کلمات بولنے لگ جائے گا۔ اس کا کتنی دفعہ تجربہ ہو چکا ہے کہ دولت مندوں کی آواز میں تکبر جھلک رہا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ وہ تھوڑی دولت جو تجھے رب تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار بنا کر رکھے اس زیادہ دولت سے بدرجہا بہتر ہے جو تجھے مالک کا نافرمان بنا دے۔

سچی توبہ کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ بڑے قدردان ہیں انسان اس کی قدر کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکو گے''

ایک واقعہ بیان فرمایا، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بڑے محدث گذرے ہیں۔ توبہ کرنے سے پہلے ایک دفعہ رات بھر کسی کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ پوری رات گزر گئی لیکن مقصد پورا نہ ہوا حتیٰ کہ اذان کی آواز آنے لگی۔ سوچا اگر اس طرح ساری رات اللہ تعالیٰ کی محبت میں عبادت کر کے گزارتا تو کتنا فائدہ ہوتا۔ پھر توبہ کی نیت سے علمائے کرام کی بستی کی طرف چل پڑے۔

اسی راستے پر ایک بزرگ بھی جا رہے تھے۔ دونوں کے سروں پر بادل نے سایہ کیا ہوا تھا۔ جب کافی فاصلہ طے کر چکے اور دونوں اپنے علیحدہ راستے پر ہونے لگے تو سایہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہو گیا۔ ان بزرگ نے پوچھا، آپ نے کونسا ایسا عمل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی مہربانی فرما دی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا، سچی پکی توبہ کی ہے اور اللہ والوں کے پاس ان کی نیک صحبت میں نیک بننے کے لئے جا رہا ہوں۔ بس یہ اسی کی برکات ہیں۔

دعائیں اور خواہشات:

ارشاد فرمایا، دعا ہمیشہ عاجزی کے ساتھ مانگنی چاہئے۔ عاجزی وانکساری سے وہ کچھ ملتا ہے جو غفلت اور تکبر سے ہرگز نہیں ملتا۔ عاجزی وانکساری سے ایسے ایسے اعلیٰ مقامات ودرجات حاصل ہوتے ہیں کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔

رب نے اک ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا
خاکساری اپنی کام آئی بہت

ہم دعا مانگنے میں عاجزی کی بجائے بس اپنا پلان بیان کر دیتے ہیں اور پھر یہ چاہتے ہیں کہ اسے پورا کر دیا جائے۔ اگر ہماری پلاننگ کے مطابق دعا پوری ہونے لگے پھر تو شاید کائنات بھی فنا ہو جائے کیونکہ لوگوں کے دلوں میں تو اس دنیا میں رہنے کی ایسی ایسی آرزوئیں ہیں کہ لاکھوں سال لگے رہیں تب بھی وہ پوری نہیں ہوں گی۔ یہ لامحدود خواہشات انسان کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہوں گی۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

مجلس 56

علم کی فضیلت

دار العلوم جھنگ

کامیابی کے راستے:

ارشاد فرمایا، کامیابی کے دو راستے ہیں ایک مال کا راستہ، ایک اعمال کا راستہ ہے۔ اعمال کا علم سے گہرا تعلق ہے، علم کے بغیر اعمال درست ہو جانا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ مال تو اپنی قیمت گھٹا دیتا ہے کیونکہ پیسے کی قیمت گھٹتی رہتی ہے۔ جب کہ علم وقت کے ساتھ ساتھ راسخ اور باثمر ہوتا جاتا ہے۔ علم کی قیمت ہمیشہ بڑھتی ہے کم نہیں ہوتی۔

علم کی برکات:

ارشاد فرمایا کہ یہ بات قابل غور ہے کہ مال کے ذریعے علم نہیں کمایا جا سکتا مگر علم کے ذریعے جتنا چاہیں مال کما سکتے ہیں۔ لیکن علم کو مال کمانے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اگر طالب علم نیک نیت ہو تو اس سے افضل کوئی نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چیزوں کے نام کی معرفت دی تو وہ مسجود

الملائکہ بن گئے اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے ناموں کی معرفت عطا کریں گے تو کیا پھر مقام و مرتبہ نصیب نہیں ہوگا، کیا وہ انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب نہیں بن جائے گا؟ حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہیں بنانے کا علم دیا گیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں جاننے کا علم دیا گیا، حضرت یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر کا علم دیا جس کی وجہ سے قید سے باہر آئے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن میں سات چیزوں کا تقابل کیا گیا ہے۔ حقیقت میں ان سب کے درمیان تقابل علم اور جہالت ہی کا ہے۔

گناہ سے بچنے کا آسان طریقہ:

ارشاد فرمایا، علم کے باوجود انسان اس وقت گمراہ ہوتا ہے جب خواہشات کا غلام بن جائے۔ جب انسان خواہشات کا غلام ہو جاتا ہے تو پھر گناہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ وہ حیلے بہانوں سے گناہ کرتا ہے، اچھائی برائی کی تمیز ختم کر دیتا ہے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ گناہ کے وقت انسان یہ سوچتا ہے کہ ابھی گناہ کر لو پھر توبہ کر لینا۔ ان حیلے بہانوں سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز گناہ کی طرف راغب کرے اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں، اس گناہ سے بچنے کے لئے دل کی سچائی کے ساتھ بار بار دعائیں مانگیں اور اپنی بے بسی کا اظہار کریں۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ ضرور محفوظ فرمائیں گے۔

علم و ذکر لازم ملزوم ہیں:

ارشاد فرمایا، حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ نے تبلیغ کے 6 چھ نمبر بنائے تھے۔ سب کو علیحدہ ایک ایک نمبر پر رکھا۔ مگر علم و ذکر کو ایک ہی نمبر پر رکھا۔ گو کہ علم و ذکر

دو چیزیں ہیں مگر ان دونوں کو اکٹھا کر دیا کیونکہ علم اور ذکر نہ ہو تو انسان خشک بن جاتا ہے اور ذکر ہو مگر علم نہ تو انسان بدعتی بن جاتا ہے۔ علم کے ساتھ ساتھ ذکر کی یہ برکات ہیں کہ علم پر عمل کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ ہر چیز سیکھنے سے آسان ہو جاتی ہے اس لئے ذکر سیکھ کر کیا جائے تو آسان اور زود اثر ہو جاتا ہے۔

وسوسوں اور خیالات کا علاج:

ایک مجلس میں کسی آدمی نے پوچھا کہ نماز میں وسوسوں سے بچنے کا کیا علاج ہے؟ ارشاد فرمایا، خیالات کو آزاد چھوڑنے سے، اپنی فکر کو گندا کرنے سے اور منتشر سوچوں کی وجہ سے وسوسے زیادہ آتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہر عبادت شعور اور ارادے سے کریں، پورے ہوش و حواس اور شعور کر بیدار رکھیں۔ ذہن میں بھی رکھیں کہ اب میں الحمدللہ پڑھ رہا ہوں، اب رب العلمین کہہ رہا ہوں تو اس طرح خیال قرآن پاک میں لگ جائے گا اس کو ادھر ادھر بھٹکنے نہیں دے گا۔ لہذا ہر لفظ کو جب شعور اور دھیان سے ادا کریں گے تو خیال کے کہیں اور جانے کی گنجائش ہی نہیں رہے گی۔

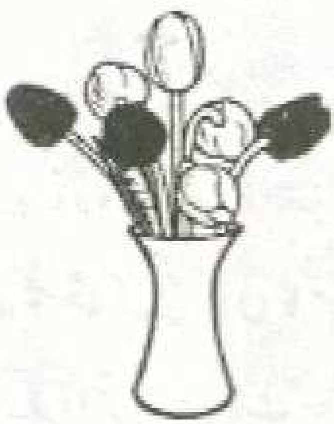

مجلس 57

سالک کے لئے انتہائی ضروری باتیں

تین سال کی صحبت:

کچھ دوست احباب حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت بابرکات میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت جی نے بڑے ہی درد اور سوز کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ سچے دل اور پورے یقین کے ساتھ تین سال تک کوئی سالک اس فقیر کے ساتھ رہ لے اور حتی الامکان آداب کا پورا پورا خیال رکھے تو انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس کا کام بنا دیں گے۔

سالک کیسے پھسلتا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کام شیخ کسی مرید کے ذمہ لگا دے اور وہ اس پر استقامت دکھائے تو اس کا کام بن جائے گا۔ انسان اس وجہ سے پھسلتا کہ شیخ کوئی کام مرید کے ذمے لگائے اور مرید اس کام سے کوتاہی کر جائے، اس سے ہٹ جائے تو کام خراب کر بیٹھتا

ہے۔ انسان کا نفس مستی کرتا ہے اور انسان کو بہکا دیتا ہے۔ پھر انسان غافل ہو جاتا ہے اور اس غفلت کی وجہ سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور اگر مرید اس کام پر استقامت دکھائے تو ہمارے مشائخ اتنے کامل ہیں کہ ان کی ایک توجہ سے سالک کا کام بن جاتا ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ پیر اس وقت کسی مرید کے ذمے کوئی کام لگاتا ہے جب اسے اذن ملتا ہے اور جو بات پھر پیر مرید سے کہہ دیتا ہے تو یہ مرید کے لئے بہت ذمہ داری والی بات ہے کہ وہ اس کام کو پورے خلوص اور دیانتداری سے سرانجام دے۔ لیکن اگر پیر کے بہت زیادہ کہنے سے بھی مرید اپنے کام سے ہٹ جائے اور ذمہ داری کو پورا نہ کرے تو پھر وہ روحانی تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے۔

سالک کے لئے انتہائی ضروری باتیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے سالک کے لئے انتہائی ضروری باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ سالک وقوف قلبی کا سب سے زیادہ اہتمام کیا کرے۔ جس طرح کھانا کھانا انسان کو نہیں بھولتا اسی طرح وقوف قلبی کو اپنے کھانے پینے اور سونے سے بھی زیادہ ضروری سمجھے۔ دوستوں سے ملنے سے بھی زیادہ اہم بات وقوف قلبی رکھنا ہے۔ اگر شیخ کی صحبت میں ہے تو شیخ کے قلب کے ساتھ رابطہ رکھنا ضروری ہے۔ اگر کسی مجلس میں ہے تو کوئی سانس غفلت میں نہ گزرے یہ گویا خلوت در انجمن ہے۔ اگر راستہ چل رہے ہوں تو نظر بر قدم ہونی چاہئے تاکہ ادھر ادھر بھٹکنے سے محفوظ رہے اور ارد گرد کی چیزوں میں الجھ کر نہ رہ جائے۔ اکثر اوقات یہ بھی کہتا رہے کہ یا اللہ! اپنی محبت، معرفت اور رضا لقاء نصیب فرما۔ مختصر یہ کہ سالک کو چاہئے کہ ہر دم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے۔ ایسے ایسے

بھی لوگ ہیں کہ ان کے حالات جان کر حیرانی ہوتی ہے۔ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک آدمی اتنا فنافی اللہ تھا کہ اسے اپنا نام بھی یاد نہ رہا بس ہر وقت اللہ ہی یاد رہتا تھا۔ایک دفعہ اس آدمی کو ڈاکٹر کے پاس جانا پڑا، ڈاکٹر صاحب نے نام پوچھا، دو تین منٹ سوچا مگر اپنا نام ہی یاد نہ آیا، آخر کار اس نے عبداللہ ہی لکھوا دیا کہ میں اللہ ہی کا بندہ ہوں نام کا کیا ہے۔

مشائخ کی خاموشی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مشائخ بظاہر خاموش ہوتے ہیں مگر ان کے دل کی توجہ بڑی قوی ہوتی ہے۔کسی نے کہا کہ نقشبندی مشائخ بڑے ٹھنڈے ہوتے ہیں، ہائے ہو نہیں کرتے۔جواب میں فرمایا کہ جو اللہ سبز اور گیلے درخت سے آگ پیدا کر دیتا ہے وہ ہم ٹھنڈوں سے بھی آگ پیدا کر دیتا ہے۔ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ خاموشی کے ساتھ ہر دم ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں۔

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر گھڑی یاد یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

مجلس 58

راضی برضا رہنا

جامعۃ الصالحات راولپنڈی

نیک بننے کا زبردست موقع:

ارشاد فرمایا، یہ دنیا دار الفنا ہے اور آخرت دار البقا ہے، یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے۔ طالبات سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ خوش نصیب بچیاں ہیں جو اس جامعہ میں رہ کر دین کا علم حاصل کر رہی ہیں۔ یہ اللہ رب العزت نے آپ کو نیک بننے کا ایک موقع عنایت فرمایا ہے۔ یہی موقع زبردست ہے یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر کچھ نہیں ہو سکے گا۔ دل چاہے گا نیکیاں کریں مگر وقت وحالات آپ کا ساتھ نہیں دیں گے۔ ابھی یہ بہت سنہری موقع ہے، زندگی کے ان لمحات کو قیمتی جان لیں اور خوب نیکیاں کما لیں۔ ہر جامعہ میں ایسا روحانیت سے بھر پور ماحول نہیں ملتا، آپ کی خوش نصیبی ہے کہ آپ کو اس ماحول سے مستفید ہونے کا موقع ملا ہے۔ آج جامعات تو بہت سے موجود ہیں مگر ان کا حال یہ ہے کہ بچیوں کو فقط کتابیں پڑھانے پہ زور دیتے ہیں تربیت پر نہیں۔ آپ کی معلمات ماشاءاللہ بہت محنتی اور محبت سے پڑھانے والی ہیں۔ طالبات کے لئے ضروری ہے کہ وہ

آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے اساتذہ سے فائدہ اٹھائیں۔

تقدیر لکھی جا چکی ہے:

ارشاد فرمایا، جو چیز انسان کے رزق میں لکھی جا چکی ہے وہ ہر حال میں اس کو مل کر رہے گی اور رزق سے مراد عام طور پر صرف کھانے پینے کی چیزیں لی جاتی ہیں حالانکہ رزق میں ہر چیز شامل ہے۔ انسان کا مال، اولاد، ایک عورت کے لئے اس کا خاوند، ایک مرد کے لئے اس کی بیوی، اولا، صحت وغیرہ سب کچھ انسان کے رزق میں لکھ دیا جاتا ہے کہ اس نے دنیا میں کتنی لذتیں حاصل کرنی ہیں۔ اس لئے انسان جانتا ہے کہ اسے وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے لئے لکھ دیا گیا ہے پھر بھی وہ ناجائز اور غلط طریقوں سے اس فانی دنیا کی عارضی لذتوں اور آسائشوں کے پیچھے لگ جائے یہی تو بے وقوفی ہے۔

سبق آموز واقعہ:

دنیاوی لذتوں سے اپنے آپ کو بچانے کے کتنے فوائد وثمرات حاصل ہوتے ہیں اس ضمن میں ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ غدر کے موقع پر ایک نواب زادی اپنے گھر سے خالہ کے گھر جانے کے لئے نکلی، قریب ہی خالہ کا گھر تھا وہ لڑکی پیدل ہی جا رہی تھی۔ جیسے ہی وہ ایک گلی میں داخل ہوئی، گلی کے موڑ سے ہندوؤں کا بہت بڑا لشکر سامنے آ گیا۔ وہ لڑکی اکیلی تھی، جوان اور خوبصورت بھی تھی۔ گھبرا گئی کہ اب میں اگر ان کے ہتھے چڑھ گئی تو میری جان کو بہت خطرہ ہے، یہ لوگ میری عزت کے درپے ہو جائیں گے۔ اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی سامنے مسجد کا دروازہ کھلا نظر آیا۔ اسے اپنے تحفظ کے لئے مسجد ہی بہترین جگہ نظر آئی۔ وہ مسجد میں داخل ہوگئی اور ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئی۔ اس

مسجد کا مؤذن بھی ایک نوجوان طالب علم تھا۔ اس نے اپنے حجرے کا دروازہ کھولا تو اس لڑکی کو دیکھا، اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو؟ اس لڑکی نے ساری بات بتائی اور رات ادھر ہی گزارنے کی درخواست کی۔ وہ مؤذن ادھر اکیلا رہتا تھا، وہ پریشان ہو گیا کہ اکیلی لڑکی کو کیسے پناہ دے دوں۔ وہ اس لڑکی کو گھر چھوڑ آنے کے لئے تیار ہو گیا مگر باہر حالات اس قدر خراب ہو چکے تھے، ہنگامے زوروں پر تھے کہ باہر نکلنا گویا اپنی سلامتی کو خطرے میں ڈالنے والی بات تھی۔ لڑکی اس طرح کے خطرناک حالات میں گھر جانے کے لئے تیار نہیں تھی۔ چنانچہ مجبوراً اس نوجوان مؤذن نے لڑکی کو اپنے حجرے میں جگہ دے دی۔ اس سے کہا کہ ایک کونے میں بیٹھ جاؤ۔ پھر وہ خود دوسرے کونے میں بیٹھ کر اپنے ذکر تلاوت میں مشغول ہو گیا۔ وہ طالب علم تھوڑی دیر کے بعد سامنے رکھے ہوئے چراغ پر اپنی انگلی رکھ دیتا۔ جب تکلیف ہوتی تو پھر واپس کھینچ لیتا۔ کافی دیر تک وہ یہی کچھ کرتا رہا۔ لڑکی مسلسل اس کی حرکت دیکھتی رہی۔ جب بھی لڑکی دیکھتی اس کی انگلی چراغ کے قریب ہوتی اور جب تکلیف زیادہ ہوتی تو انگلی ہٹا لیتا تھا۔ ساری رات اسی حال میں گزر گئی۔ فجر کی اذانیں ہونے لگیں۔ اس مؤذن نے بھی اذان دے دی اور اس لڑکی سے کہا کہ اب رات کا ہنگامہ سرد پڑ چکا ہے چلو میں تمہیں گھر چھوڑ آؤں۔ وہ لڑکی کہنے لگی، میں اس وقت تک گھر نہیں جاؤں گی جب تک مجھے رات کے اس واقعہ کی وجہ نہیں بتائیں گے کہ رات کو آپ اپنی انگلی چراغ پر کیوں رکھتے تھے۔ مؤذن نے کہا کہ یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔ لیکن اس لڑکی نے اصرار کیا کہ میں اس کی وجہ دریافت کیے بغیر نہیں جاؤں گی۔ چنانچہ مجبوراً مؤذن کو بتانا پڑا۔ یہ کوئی اللہ کا پسندیدہ اور

نیک بندہ تھا۔ کہنے لگا، تمہاری وجہ سے جب میرا نفس مجھے برائی کی طرف لگاتا تو مجھے فوراً جہنم کی آگ کے عذاب کا خیال آتا کہ میرا کیا ہوگا۔ میں نفس کو دبانے کے لئے اپنی انگلی آگ کے قریب لے جاتا تھا۔ نفس و شیطان سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو اذیت دیتا رہا۔

یہ بات سن کر اس لڑکی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کے دل میں اس مؤذن کی عظمت و عقیدت ایسی بیٹھ گئی کہ اپنے گھر واپس جا کر بھی وہ اس واقعہ کو فراموش نہ کر سکی۔ جب اس کے والدین نے کسی نواب زادے سے اس کی شادی کرنا چاہی تو اس نے صاف انکار کر دیا اور اپنے والدین کو اس مؤذن کے تقویٰ و پرہیزگاری کے بارے میں بتایا اور ساتھ اس واقعہ کو بھی دھرایا جو اس سے قبل اس کے ساتھ پیش آ چکا تھا۔ پھر یہ کہہ دیا کہ میری شادی اسی مؤذن کے ساتھ کر دی جائے۔ تھوڑی بہت پس و پیش کے بعد بالآخر اس کے والدین مان گئے اور اس لڑکی کی شادی اسی مسجد کے مؤذن سے ہوگئی اور وہ مؤذن وقت کا نواب بن گیا۔ دینداری، تقویٰ اور نفس کے کنٹرول سے وہ سب کچھ اسے حاصل ہو گیا جسے حاصل کرنے کے لئے لوگ ناجائز ذرائع اختیار کر لیتے ہیں۔ اب یہ دیکھئے کہ اس لڑکی اور لڑکے کی قسمت میں جو کچھ تھا ان کو مل کر رہا۔ اگر شریعت کی حدود کی پابندی رکھیں اور تقدیر الٰہی پر راضی رہیں تو کبھی بھی ناکامی نہیں ہو سکتی۔ اپنی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی، محبت الٰہی، ذکر الٰہی بنا لیجئے اور اپنے دلوں میں عشق رسول ﷺ پیدا کر لیجئے اور سنت رسول ﷺ کو اپنے عمل کا حصہ بنا لیجئے۔ اس پر استقامت سے آپ کی دنیا بھی بن جائے گی اور آخرت بھی سنور جائے گی۔

~ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

مجلس 59

روحانیت کیا ہے

جھنگ

اجتماع کے موقع پر خصوصی مجلس میں مندرجہ ذیل معارف ارشاد فرمائے۔

تصوف کیا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تو انہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت یہ تصوف کیا ہے؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو مٹا دینے کا نام تصوف ہے۔ مٹانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر وقت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کرنے کے لئے تیار رہو جائے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سالک جب تک ہالک نہ بنے تو واصل نہیں ہوتا۔

جو دیکھی ہسٹری تو اس بات کا کامل یقین آیا
جسے مرنا نہیں آیا اسے جینا نہیں آیا

توبہ کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، مقامات عشرہ میں توبہ استغفار پہلا قدم ہے۔ استغفار گناہوں پر نادم ہونے کا دوسرا نام ہے۔ آئندہ ان گناہوں کو نہ کرنے کے عزم کا نام توبہ ہے۔ مشائخ کرام نے فرمایا، توبہ اور انابت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ من اناب الی (جس نے میری طرف رجوع کیا) یعنی جو بندے توبہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ان پر خصوصی نظر ہوتی ہے کہ کہیں یہ بندے دوبارہ نہ بھٹک جائیں، سیدھے راستے سے ہٹ نہ جائیں۔ جسے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا بہت شوق ہوتا ہے اسے عبد منیب کہتے ہیں۔

صبح توبہ ہے شام توبہ ہے
میرے لب پہ دوام توبہ ہے
با اثر ہے یا بے اثر تو جان
اپنے کرنے کا کام توبہ ہے

زہد کیا ہے؟

توبہ اور انابت کا ذکر فرمانے کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم نے مقامات عشرہ میں سے زہد کی وضاحت فرمائی۔ ارشاد فرمایا، مقامات عشرہ میں دوسرا قدم زہد ہے اس کے بعد ریاضت ہے۔ زہد کو ریاضت و مجاہدہ پر کیوں مقدم کیا گیا ہے؟ زہد کا مطلب ہے دنیاوی آرزوؤں کو کم کرنا، دنیا کی محبت کو دل سے نکالنا اور عبادت میں دل لگا لینا۔ دنیا کی محبت کو ترک کر دینے والا زاہد کہلاتا ہے۔

ایک امیر آدمی بھی زاہد ہو سکتا ہے اور ایک غریب آدمی زاہد نہیں بھی ہو سکتا۔ یعنی زہد کے لئے امیری غریبی شرط نہیں ہے بلکہ دل کا خالص اور پاک ہونا شرط ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ وصیت کر جائے کہ میری وراثت اسے دیں جو سب سے زیادہ عقلمند ہو تو اسے دینی چاہئے جو زاہد ہو۔ یہ فقہی مسئلہ ہے، سمجھنا چاہئے۔

زُہد کا کمال کیا ہے؟

زہد کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا دنیا اور آخرت دو سوکنیں نہیں بلکہ دو بہنیں ہیں کہ جس طرح دو بہنیں ایک ہی وقت میں ایک نکاح میں نہیں آسکتیں اسی طرح یہ دنیا اور آخرت بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ زہد یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی تمنائیں دل میں نہ رہیں مثلاً اگر کسی ماں کا جوان بیٹا فوت ہو جائے تو اس کے چونچلے ختم ہو جاتے ہیں۔ وہ سب کام کرتی پھرتی ہے مگر وہ پہلے والا ناز نخرہ دور ہو جاتا ہے، شوخی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح اللہ والے بھی جب زہد میں کمال حاصل کر لیتے ہیں تو بظاہر وہ اسی دنیا میں ہوتے ہیں مگر حقیقت میں یہاں نہیں ہوتے بلکہ اس کی ساری زندگی کی سوچ اور توجہ کا مرکز آخرت کی زندگی اور اس کی تیاری ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر ؓ کے فنائے ارادہ کا یہ کمال تھا کہ ان کی دنیا کی آرزوئیں وتمنائیں ختم ہو گئی تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مردہ کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ ابن ابوقحافہ ؓ کو دیکھ لے۔ یہ زہد کا ہی کمال ہے کہ انسان کے دل سے آرزوئیں اور تمنائیں ختم ہو جائیں اور انسان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے سب کچھ کرے۔ دل کا ہر خواہش سے پاک ہونا اور اللہ کی رضا میں لگے رہنا ہی زہد ہے۔

اس دور کا سب سے بڑا فتنہ:

ارشاد فرمایا، زہد کا تعلق ظاہری چیزوں سے نہیں ہے بلکہ اندر سے ہے۔ جیسے حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں گو یہ حضرات محلات میں رہتے تھے مگر قلب میں زہد تھا۔ بعض لوگ دنیا میں غرباء میں سے ہوں گے مگر قیامت والے دن وہ فرعون و قارون کے ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ اس دنیا میں کئی غریب لوگ بھی ایسے ہیں جن کی آرزو ہوتی ہے کہ انہیں قارون جتنا مال و دولت حاصل ہو جائے۔ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ مال ہے۔ انسان مال کی حرص و ہوس میں پڑا ہوا ہے۔ بس یہی سوچتا رہتا ہے کہ اتنا زیادہ رزق ملے، یہ بھی ملے، وہ بھی ملے، حالانکہ یہ سب فانی چیزیں ہیں۔ بعض اوقات انسان مختلف آرزوئیں کرتا ہے مگر ساری آرزوئیں کب پوری ہوتی ہیں۔ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ خواہشات کے پیچھے بھاگنے کی بجائے زندگی سے ان کو نکال ہی دینا چاہئے تاکہ زندگی خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے گزارنا آسان ہو جائے۔ دنیا کی کوئی خواہش رکاوٹ نہ بن سکے۔

تصوف وسلوک کیا ہے؟

کسی شخص نے عرض کیا کہ ایک پروفیسر صاحب تصوف کا کورس کرواتے ہیں، یہ کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا، وہ خالی معلومات کا عبور کرواتے ہیں خالی باتیں ہی باتیں ہیں۔ تصوف وسلوک کوئی سلیبس یا کورس نہیں ہے بلکہ محبت الٰہی کی منازل طے کرتے ہوئے مختلف کیفیات کے حصول کا نام ہے۔ تصوف وسلوک کا تعلق معلومات سے کم ہے اور کیفیات سے زیادہ ہے۔ خالی معلومات سے کام

نہیں بنتا۔ جب تک جذبات، کیفیات اور صفات حاصل نہ ہوں تصوف حاصل نہیں ہوسکتا۔

تصوف وسلوک تو اخلاق محمدی ﷺ کا نام ہے، اپنے اندر اخلاق پیدا کرنے کو تصوف وسلوک کہتے ہیں۔ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے ترک دنیا اور ترک لذات سے تصوف کو سیکھا ہے۔ ایک دفعہ ایک صوفی نے ایک بادشاہ سے کہا کہ اے زاہد! بادشاہ نے کہا، کیوں مذاق کررہے ہوں۔ میں زاہد کیسے ہوں؟ اس صوفی نے جواب دیا کہ تو اتنی سی دنیا پر قناعت کیے ہوئے ہے اور ہماری آخرت پر نظر ہے۔ تو قلیل پر نظر رکھے ہوئے ہے اور ہم لا محدود آخرت پر نظر لگائے ہوئے ہیں اس لحاظ سے تو زاہد ہے کہ تیری نظر تھوڑے پر ہے ہماری نظر زیادہ پر ہے۔

حوصلہ افزائی:

ارشاد فرمایا، انسان اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ توکل رکھے یہ نہ سوچے کہ میں کیا کھاؤں گا کہاں سے کھاؤں گا۔ وہ لوگ جو زہد اختیار کرتے ہیں انہیں تو سوچنا چاہئے کہ ہمارا کام بندگی کرنا ہے اور رازق کا کام رزق پہنچانا ہے۔ حضرت جی نے دور دور سے آئے ہوئے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جیسے آپ لوگوں نے گھر چھوڑا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس ایک ایک قدم کی قیمت لگے گی۔ اللہ تعالیٰ کے اکاؤنٹینٹ بڑے ماہر ہیں وہ بھولتے نہیں ہیں، حساب کتاب میں بڑے ماہر ہیں یہ اس دنیا کے اکاؤنٹینٹ ہوتے ہیں جو پرچیاں دے کر بھول جاتے ہیں۔

عزم وہمت کی برکات:

ارشاد فرمایا، اگر انسان ہمت سے کام لے اور اپنے دل میں مصمم ارادہ کر

کے کوئی قدم اٹھائے اور پھر اس کام سے ہٹنے کا بالکل بھی نہ سوچے تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں۔ایک واقعہ بیان فرمایا کہ امریکہ میں ایک بچی نے اسلام قبول کیا اور شرعی پردہ کرنا شروع کر دیا۔ایک دفعہ کہیں جا رہی تھی کہ امریکی پولیس نے گھیر لیا اور اس کی تلاشی لینی چاہی۔اس نے کہا کہ یہ ہمارا مذہبی لباس ہے۔شریعت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ میں اپنا حجاب آپ کے سامنے اتار دوں۔اگر آپ نے میری تلاشی لینی ہے اور میری شناخت کرنی ہے تو لیڈی پولیس کو بلائیں، کسی مرد کے سامنے میں اپنے جسم کو نہیں کھول سکتی۔جب وہ اپنی بات پر ڈٹی رہی تو پولیس نے بھی آخر کار اسے چھوڑ دیا۔

عمل و کردار:

یورپی معاشرے کی حالت زار کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ و طہارت، اتباع سنت یہ چیزیں دیکھ کر وہاں کے لوگ متاثر ہوتے ہیں اور اسلام قبول کرتے ہیں۔اب وہ معاشرہ اپنی مادر پدر آزاد زندگی سے خود تنگ آ چکا ہے۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

پہلے تو کیا میاں بیوی اور کیا عام لوگ، سب کے سب شراب ایسے پیتے تھے جیسے کوک پیتے ہیں۔اب وہاں کے حالات بھی بدل رہے ہیں۔اگر ہم مسلمان اپنا کردار درست کر لیں تو وہ لوگ ہمارے عمل و کردار کو دیکھ کر بڑی جلدی مسلمان ہو سکتے ہیں۔مسلمانوں نے اپنے آپ کو اتنا پست کر دیا ہے کہ ان کا گھٹیا کردار غیر مسلموں کے مسلمان ہونے میں بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔آج اگر مسلمان کردار و عمل کو سنوار لیں تو اس کے بہت مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔